U3025, P 2/12 0,

Title - MURAQQA LAILA MAJNOON

Creator - Mirza Mohd. Hadi Mirza.

Publisher - Al Nazir Press (Lucknow).

Date - 1911

Pages - 79

Subject - Urdu Drama - Manzoom.

هو المصوّر

ان ات سیر کرکے سفید و سیاہ کی یہ تصویریں کھینچتے ہیں تری جلوہ گاہ کی

مرقع لیلیٰ مجنون

یعنی

لیلیٰ مجنون کی روداد منظوم بطرز ڈراما

جس میں پانچ ایکٹ اور ۳۵ سین شامل ہیں۔ ہر ایک سین کی تحریر حسب حال واقعات کے ہے۔ ہر موقع کے مناسب دُھن کا بھی خیال رکھا گیا ہے زبان ہر موقع اور ہر شخص کی مناسب اُسکی حالت اور وضع خاص کے ہے

مصنّفہ

مرزا محمدؐ ہادی صاحب مرزا لکھنوی

پروفیسر ریڈ کرسچین کالج گولہ گنج لکھنؤ

مصنف اُمراؤ جان ادا۔ شریف زادہ۔ ذات شریف۔ طلسم اسرار۔ مجنون انتظار۔ لذت فنا۔ حقیقۃ النفس۔ نوبہار وغیرہ وغیرہ

الناظر پریس متصل پل آہنی میں طبع ہوا

شباب لکھنؤ

...نف نے نصیر الدین حیدر شاہ اودھ کے دربار اور سلطنت
...، شاہی محلات کے اسرار اور انکی معاشرت و
...ان میں لکھے تھے، جنھیں نہایت رنگین انداز اور
...انشاپرداز منشی احمد علی بی۔ اے (مرحوم) نے

...اب کمیاب ہے ناظرین جلد طلب فرمائیں قیمت

اسرار رنگون (ناول)

...نگون کے اصلی اور سچے حالات، باشندگان
...مناظر، حسن و عشق کی جیتی جاگتی تصویریں، شروع
...ختم کئے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا، زبان سلیس
...بلحاظ ضخامت بہت کم صرف ایک روپیہ

ربع مجیب (ہیئت)

...سے وقت اور ساعت معلوم کرنے کا آلہ
...ات علم ہیئت کا شوق رکھتے ہیں انکے لئے اس...
...اردو میں شائع نہیں ہوئی یہ رسالہ ۱۹۱۰ء کے الناظر میں شائع...
...ناظر ایجنسی نے علیحدہ چھپوا کر شائع کیا ہے قیمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا مصوّر جل شانہ

سلہ ہے مصور سے یہ ایما دیدۂ تصویر کا
کور ہے منکر تری رنگینیٔ تحریر کا

سلہ اے بار آلہ زبان مین اثر دینے اپنے سائل کا منہ موتیون سے بھر دینے سحر بیانی عطا کر سیف زبانی عطا کر اگلے سال ایک مثنوی سنا چکا ہون نو بہار کا سمان دکھا چکا ہون۔ امسال کچہ اور ہی دہن سمائی ہے۔ ایک نئی بات دل مین آئی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ لیلی مجنون کے افسانہ کو مرقع بناؤن نجد کے کوچہ و بازار دشت و کوہسار کے نقشے کھینچون حسن وعشق کی خیالی تصویرین آنکھون سے دکھاؤن۔ ناظرین کے دل سے آہ نکلے زبان سے واہ نکلے۔

سلہ سچ ہے کہ اگلے رنگ اوڑ ا لیگئے ہر چیز کا مزا لیگئے۔ مگر ہمیشہ بہار ہے وہی گل ہے وہی گلزار ہے اس میخانے مین کون کب محروم رہا ہے جس مست کو دیکہو آج بہی جہوم رہا ہی۔
انسان کی طبیعت ہزار ہا برس مین نہین بدلتی جو بات روز اول سے کان مین پہونک دی گئی ہی دلسے نہین نکلتی۔ وہی کہانا ہی وہی پینا ہے وہی مرنا ہے وہی جینا ہی۔ وہی عشق وہی عاشقی وہی لطف وہی دل لگی وہی آہ سرد وہی نالہ پر درد وہی دل وہی دماغ وہی جگر وہی داغ وہی نفاق وہی اتفاق وہی وصال وہی فراق وہی معشوقون کی بے وفائی وہی جذب دل کی نارسائی وہی جلادونکی چہری تیر وہی نظر وہی غمزہ خونریز۔ وہی سوز وہی ساز وہی راز وہی نیاز وہی ساقی وہی پیمانہ وہی شراب وہی خمخانہ غرضکہ ہر بات وہی ہے دن وہی رات وہی ہی۔ اگر کوئی کہے کہ کچہ فرق نا معلوم سا ہے تو ہم کہین گے کہ وہ معدوم سا ہے۔

حاشیہ سلہ مصور اسمائے صفات باری تعم عز اسمہٗ سے ہے۔

سلہ صنعت کلام مطلع غزل۔ بحر رمل وافی محذوف۔ وزن۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دو بار۔ قصد شاعر۔ حمد مین تالیف مرقعہ کے تلازمے کو دخل دینا۔

سلہ صنعت کلام نثر مقفی۔ قصد شاعر۔ مناجات بہ تلازمۂ شعر و مرقعہ۔

سلہ تمہید۔ بیان وجہ تالیف مرقعہ ہذا شروع ہوتا ہے۔ اسکا ذکر منظور ہے کہ طبیعت انسانی ہمیشہ ایک ہی وطیرہ پہ رہتی ہی۔

اگرچہ امور ظاہر مین کچھ تفاوت نظر آتا ہے مگر احوال باطن اور کیفیات ذہنی مین کوئی امتیاز نہین[۱] بلا شبہ بے شک انسان مین ایجاد کا مادہ پیدا کیا گیا ہے نئے نئے تماشون پر اسکا دل شیدا کیا گیا ہے لیکن مزاج کی تجدید پر مختار نہین سرحد ادراک سے آگے جانا اسکی طاقت سے باہر ہے کیا مجال ایک قدم آگے بڑھا سکے۔ البتہ انسان بالکل مجبور نہین کچھ کرسکتا ہے کچھ اُٹھا سکتا ہے کچھ دیکھ سکتا ہے مگر اپنے اختیار پر نازان نہ ہونا چاہیئے جو وہ کرکے چلیگا گر پڑے گا جتنا بنے گا اتنا ہی بگڑے گا۔ نتیجہ یہ کہ ہم کیا ہین کیا نہین آخر انسان ہین خدا نہین۔

ہمارے[۲] بعض احباب نے اہل یورپ کی شاعری پر توجہ فرمائی ہے اپنی زبان کو بگاڑ کر ایک نئی چیز بنائی ہے بڑے بڑے انشا پرداز یان مین خوب خوب سحر سازیان ہوتی ہین کوئی صاحب ہندی ہندی لکھنے پر فریفتہ ہین کوئی صاحب انگریزی قصون کے لفظی ترجمہ پر غش ہین ہم بار بار کہہ چکے ہین افراط و تفریط ہر صورت مین ناجائز ہے۔ اعتدال سے کام لو۔ زبان کی اصلاح ایک شخص کا کام نہین جو کچھ آپ سے ہوجائے آپ سے ہونے دو اپنی طرف سے نہ بناؤ نہ بگاڑو آیندہ اختیار ہے قلم ہمارے ہاتھ مین ہے اہل اخبار خشک و تر جو کچھ ملجائے اُسکے چھاپ دینے کی قسم کھائے ہوئے ہین۔

بعد تصنیف رسالہ[۳] استشعار فی توجیہ الاشعار جسکا چھوٹا سا نام شگوفہ (بلاغت) ہے جی چاہتا تھا کہ اب ایک ایسی کتاب نظم و نثر مین تحریر کرون جس مین اکثر اصناف شعر شامل ہون تاکہ متعدد کیفیات

---

[۱] یہان سے نثر مین قافیہ کی قید کو ترک کیا ہے۔ انسان کی حالت باعتبار جبر و اختیار کے بیان کی جاتی ہے ۱۲ منہ

[۲] قریب پچاس برس کے گذرے ہون گے کہ ہمارے ملک مین ترمیم و اصلاح کا چرچہ شروع ہوا ہے۔ ہر ایک تعلیم یافتہ شخص کو ملک اور قوم کی اصلاح کا خیال پیدا ہوا ہے۔ ہمدردی قومی کا نام ہر ایک شائستہ جلسہ مین کئی بار لیا جاتا ہے جہان دیکھو ترمیم کی فکر ہے۔ کوئی صاحب ترک لباس کو مقدم سمجھتے ہین کوئی صاحب ترک خیالات مذہبی کی قسم کھائے ہوئے ہین کہین اصلاح طرز معاشرت کا ذکر ہے کہین اُردو زبان کی ترمیم کا خیال ہے ایک صاحب اُردو زبان کی ترقی سے مایوس ہوکر صلاح دیتے ہین کہ اس زبان کو قطعاً ترک کردینا چاہیئے اور کوئی زبان اہل یورپ سے اختیار کرنا چاہیئے خصوصاً انگریزی اور لطف یہ ہے کہ وہ صاحب خود انگریزی اور نہ کوئی اور زبان زبانہاے یورپ سے جانتے ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار یا مصنف کا خیال ہے کہ ملک کی ترقی کے ساتھ زبان کی ترقی یا تنزلی جو کچھ خود ہی ہوتی جائیگی۔ ہمارا تمہارا کام نہین ہے کہ زبان کی ترقی کرین۔ ہماری یہ کوشش ہونا چاہیئے کہ جس زبان مین ہمارے ملک کی شرفا گفتگو کرتے ہون اسی کو تحریر و تقریر مین اختیار کرین ۱۲ منہ

[۳] رسالہ استشعار فی توجیہ الاشعار جسکا مختصر اور عام فہم نام شگوفہ (بلاغت) رکھا ہے۔ تصنیف ہو چکا ہے آجکل اسپر نظر ثانی ہو رہی اس کتاب مین علم نفس کی رو سے شاعرانہ تخیل پر نظر کی ہے۔ تمہید کتاب مین شاعری

ذہنیہ کا مختلف طور سے بیان ہو جاے۔ از بسکہ طراغو دیا[1] بقول اکثر حکما اجود اصناف شعر سے ہے اور اس مین کل اور قسمین شامل ہو سکتی ہین لہذا اوسی کو تجویز کیا اب یہ خیال تھا کہ کونسا قصہ پر غم اور واقعہ ماتم و الم لکھون جو عموماً طبایع اہل ہند کو مرغوب ہو۔ الف لیلہ اولٹ پلٹ کے دیکھا تھا کہ انہین دنون مین بعض احباب[2] کے اصرار سے متواتر تھیٹر کے جلسون مین شریک ہونے کا اتفاق ہوا یہ مذاق پہلے بھی پسند تھا اب کے دوستون کے اصرار سے زیادہ لطف آیا تماشہ کرنے والون کی پیاری پیاری صورتین اُنکا ناز و انداز رونا دہونا جان کہونا سب کچھ دل کو بھایا مگر لب و لہجہ روزمرہ پسند نہ آیا یہ دل بیقرار جہان جاتا ہے ایک نئی بات سمجھتا ہے ذوق شعر و سخن بچپن سے طبیعت مین ہی نشو و نما ایسے شہر مین پائی شاعری جسکی طینت مین ہے۔ حیران تھا کہ یہ کس شہر کی بولی ہے جوان لوگون کی زبان سے سنتا ہون سمجھ مین تو آتی ہے مگر اچھے نہین معلوم ہوتی۔ ایک شفیق سے معلوم ہوا کہ یہ نظم و نثر دہلی لکھنؤ سے کوئی تعلق نہین رکھتی بمبئی کے بھیلی بازار کی بول چال ہے یہ وسا ور دہین کی ہی دہین کا مال ہے۔ مین نے دل مین کہا شکر ہے کہ اس مہملات کو ہمارے[3] زبان سے کوئی تعلق نہین ذوق سخن پرائی نے صلاح دی کہ تو ہی انہین متعارف قصون سے کوئی قصہ لیکر مرقعہ بنا دوستون کو جو اس قصد کی اطلاع ہوئی مجکو اور بھی دیوانہ بنایا اصرار کو حد سے بڑہایا کہ اگر قصد ہے تو پہر دیر کیا ہے آجکل تمکو فرصت ہی جو دم ہے غنیمت ہے خدا جانے کہان

باب اول مین شعر کا تعلق فلسفہ نفس سے بیان کیا گیا ہے اس باب مین قواے ذہنیہ کی تشریح ایک مختصر مگر واضح طور سے بیان کی ہے تخییل جسکو شعر سے تعلق ہے ایک علیحدہ فصل مین کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ایک فصل مین حاس و محسوس اور مسئلہ لذت و الم کو ذکر کیا ہے۔ افلاطون کا مذہب اس باب مین بیان کیا ہے اوسی کو اختیار کیا ہے۔

باب دوم مین کیفیات ذہنیہ کو بیان کیا ہی پہر کیفیات ذہنیہ کی تقسیم بیان کی ہی۔

باب سوم تخییل سازج کے بیان مین ہی۔ تخییل سازج وہ تخییل ہے جو کہ مداخلت قوۃ فکری سے مبرا ہو۔ مضامین شعر مین یہ تخییل نہایت موثر ہے مگر اس پر آجتک کبھی نظر نہین گئی۔ تخییل سازج کی تشریح مین بہت سی کیفیات ذہنیہ کو بیان کیا ہے اور اُن کی مثالین اُستادون کے کلام سے پیش کی ہین۔

باب چہارم مین تخییل مرکب کو بیان کیا ہے۔ اس باب مین علم بیان کو ایک جدید طریقہ سے حل کیا ہے۔

باب پنجم اقسام شعر کے ذکر مین ہے۔ اس باب مین کئی اعتبارون سے مضامین شعریہ اور نظم و نثر کے اصناف کو بیان کیا ہے خاتمہ کتاب مین اور بعض امور متعلق شعر بیان کیے ہین ۱۲ منہ

[1] طراغودیا وہ قصہ جسکا انجام غم پر ہو دیکھو فرہنگ ۱۲ منہ

[2] احباب سید شہنشاہ حسین صاحب رضوی بی اے سید بہادر علیخان عرف ابو صاحب۔ مولوی عبد الحلیم صاحب شرر

[3] ہم لکھنؤ والون کو جس زبان پر اس قدر ناز ہی اگر سچ پوچھو تو وہ فی الحقیقت دہلی ہی کی زبان ہی۔ اسلیے

[illegible]

جانا ہو کہان رہنا ہو یہ جوش رہے یا نہ رہے یہ شوق رہے یا نہ رہے۔

حسن و عشق کے قصون مین لیلی و مجنون کا افسانہ (جسکو تاریخی واقعہ کی وقعت حاصل ہے) عموماً مشرقی طبائع کو مرغوب ہے واقعی بہت خوب ہے دل نے اوسیکو اختیار کیا۔

چند غزلین کہکر حضرت استادی و مکرمی جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج (مدظلہ العالی) کی خدمت مین لیجا کے سنائین بعد حک و اصلاح ارشاد فرمایا مناسب ہے کہ تمام بحور مرقعہ مین آجائین تاکہ مبتدی موزون طبعون کو مفید تر ہو تعمیل حکم حضرت استاد کو عین سعادت سمجھکے اسپر بھی کاربند ہوا۔ اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی خیال رہا ہے کہ ہر ایک بحر کا نظم موسیقی موافق اس حالت کے ہو جس حالت کا اظہار شعر سے مطلوب ہے اور یہ امر اہل ذوق و استشعار سے پوشیدہ نہ رہے گا۔

قیس کے دیوان (جسکا مدون والبی ہے) کے مدون نے یہ تکلف کیا ہے کہ ہر ایک غزل کے پیشتر اُس موقعہ اور رروداد کو بھی بیان کر دیا ہے جہان پر اس غزل کا انشا واقع ہوا یہ دیوان بجاے خود ایک تاریخ قیس کی سوانح عمری کی معلوم ہوتی ہے گو کہ اُس مین شاعرانہ مذاق کو بہت کچھ دخل دیا گیا ہو۔ مین ان واقعات کو کلیتہ اختیار نکرنے مجبور ہوا اسلیے کہ اکثر مضامین اس دیوان مین ایسے ہین جو ہمارے ملک اور نیز فارس کے شاعرانہ مذاق کے بالکل مخالف ہین۔ پھر بھی

لکھنؤ مین آکر آباد ہوے۔

سب کو جانے دو وہ خاندان جو ایک مدت تک سرزمین اودھ پر کار فرما رہا دہلی کے معززا در نام برآوردہ نوابون مین سے ایک نواب کی اولاد ہے۔

ان نو آباد لکھنؤ والون نے مثل اور جائداد کے زبان بھی اپنی اولاد کو ورثہ مین دی ان لوگون کی اولاد کے لیے یہ فخر کیا کم ہے کہ انھون نے اپنے آبا و اجداد کے وطن کی زبان کا تا امکان تحفظ کیا بلکہ اس مین کسی قدر ترقی بھی کی جس کو اہل دہلی نے اکثر وجوہ سے تسلیم بھی کیا۔

سرزمین لکھنؤ کے اصلی باشندے اکثر شیخ زادے یا باجپیئی برہمن ہین۔ ان لوگون کی وہ زبان تھی جو آجتک لکھنؤ کے اطراف و جوانب مین بولی جاتی ہے جس کو لکھنؤ والے گنواری یا پوربی زبان کہتے ہین۔ لکھنؤ کے ان اصلی اور قدیمی باشندون کو اپنے حسب و نسب کے تحفظ کا حد سے زیادہ خیال ہے اور اب بھی وہی دستور ہے یہ لوگ سواے اپنے خاندان کے اور کسی اچھے خاندان سے خواہ وہ کیسا ہی معزز اور شریف کیون نہ ہو تعلق نسبتی نہین کرتے۔ میرا خیال ہے کہ تمام ہندوستان کے شریف دہقانون کا یہی دستور ہے۔ مشہور ہے کہ کسی نواب اودھ نے اپنی یا اپنی اولاد کے لیے ایسا چاہا تھا مگر شیخ زادون نے منظور نہین کیا۔ اس اجتناب و احتراز کی وجہ سے اگرچہ ان لوگون کے مردون کی زبان تو دہلی والون کے ساتھ میل جول کرنے کی وجہ سے بہت کچھ بدل گئی مگر مستورات کی زبان

تا حدِ امکان اکثر واقعات اُسی دیوان سے لیے ہین۔ نمایش ہر ایک روداد کی گویا کہ ہندوستان مین رکھی گئی ہے تاکہ ہم وطن مسلمانون کے طرزِ معاشرت کو کسی نہ کسی پیرایہ سے بیان کرنے کا موقعہ ملے۔ جو واقعات قیس کے ہین اُسکو اصلی جوش و خروش کے ساتھ وہی بیان کرسکتا ہے جسکے دل پر گذری ہے ہم نے قیس کے نفس کو اپنی ذات پر قیاس کر کے جو چاہا لکھا ہم اُس غریب کو کیا جانین مگر اتنا کہہ سکتے ہین کہ جو کچھہ ہماری نفس پر کسی ایسے ہی حالت مین گذرتا ہے کچھہ ایسا ہے یا اس سے کم یا زیادہ اسپر بھی گذرا ہوگا

جب کیا مجنون کی تصویرِ مثالی کا خیال ۔۔۔ لے لیا بہزاد نے خاکہ مری تصویر کا

اس کتاب کے حاشیہ پر بحر اور وزن شعر کے سوا اور ر باتین بھی جو میرے دل مین آئین لکھدی ہین عجب نہین ہے کہ ناظرین کو مفید ہون۔

مصنف کے لیے شاید یہ فخر بجا ہو کہ یہ پہلا مرقعہ ہے جو مسلم الثبوت شعرا ے دہلی و لکھنؤ کی زبان مین کچھہ کہنے کے قصد سے لکھا گیا ہے رہا یہ امر کہ مین کس حد تک اس کوشش مین کامیاب ہوا یا بالکل نہین ہوا ناظرین کے انصاف پر موقوف ہے ؎

کس طرح وہ سمجھین گے آگہی مرے دل کی ۔۔۔ ہے میری زبان اور فرشتونکی زبان اور

مرزا محمد ہادی

لکھنؤ۔ دسمبر ۱۸۹۷ع

بچون کی زبان مین مان کی زبان کا کچھہ اثر ضرور ہونا چاہیے اس لیے انکے مردون کے لہجہ مین بھی آجتک فرق پایا جاتا ہے۔ دہلی والون کی اولاد جو لکھنؤ مین آباد ہی انکی شادی بیاہ کی رسمین بھی لکھنؤ کے قدیم باشندون کے رسوم سے بالکل مختلف ہین پس لکھنؤ مین دو قسم کے باشندے سکونت پذیر ہین ایک وہ جنکو دہلی سے تعلق ہے دوسرے وہ جنکو نہین ہے پہلے قسم کے باشندے سوا ے اپنے خاندان کے اور شریفون مین بھی شادی بیاہ کرنے سے مضایقہ نہین کرتے دوسرے وہ جو صرف اپنی برادری مین نسبت ناتہ کرتے ہین۔ جب اُن لوگون نے ان لوگو نسے ایسا تعلق نہ کیا تو وہ مجبور تھے کہ اپنی ہموطن شریف دہلی والون سے جو اُنکے ساتھہ یا پیشتر یا بعد وہان سے آتے تھے اس قسم کا تعلق کرتے اس وجہ سے انکی اصلی زبانکا تحفظ ہوا ان لوگون کی مرد و عورت دونون کی زبان حقیقت مین دہلی کی زبان ہی اور دوسرے قسم کے باشندونکی زبان اردو و پوربی آمیز ہے جسکو تصباتی زبان کہتے ہین ہان اتنا فرق ضرور ہی کہ جو لوگ مدت سے لکھنؤ مین سکونت پذیر ہین اُنکے مردونکی زبان مین پوربی کی آمیزش بہت کم ہی مگر پھر بھی اپنی اصلی زبان کے ایک دو لفظ بول جاتے ہین اگر اسکا بھی بہت تحفظ کیا ہی تو لب و لہجہ مین امتیاز ضرور ہی پس اس قسم کے باشندے کی زبان مادری دیہقانی ہی اور اول قسم کے باشندونکی زبان مادری و پدری اردو ہی۔ (اردو سے معلے نہین کہتا اسلیے کہ دہلی والے بُرا نہ مانین، لیکن بقول غالب مرحوم کے یہ بھی کہونگا کہ جب اُردو بازار نہ رہا تو اردو سے معلے کیسی۔ اگر اردو سے معلے اس زبان سے مراد ہے کہ جو غالب مرحوم کے زمانے مین یا اُس سے پیشتر دہلی مین بولی جاتی تو وہ اب نہ دہلی مین ہی نہ لکھنؤ مین۔

دہلی اور لکھنؤ کی زبان مین آج جو کچھہ فرق ہے اُسکی وجہ سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے لیے کوئی معیار موجود نہین ہوا ہی اسلیے کہ دونون شہرون کے شعرا ے متاخرین کو ہم اپنا پیشوا بناتین اور انکی پیروی کو اپنا فخر سمجھین اور اسکے ساتھہ ہی ساتھہ ہم بہ ترتیب اور مرور ایام [illegible]

مرقع لیلیٰ مجنون[۱]

عنوان[۲]

ترانہ[۳]

بہت سے لوگ آگے گاتے ہین

یہ لطف جہان کو کم ہونگے اے دل — کسی کو نہ یہ غم و الم ہونگے اے دل

مے پی شب ماہتاب مین خانہ خراب — مہتاب تو ہوگا ہم نہ ہونگے اے دل

ساقی نامہ

بہار آئی ہے ای ساقی شراب روح پرور دے — مہک پھولون کی جس ساغر سے آتی ہو وہ ساغر دے

وہ ساغر دے کہ جسسے بوے مست یار آتی ہو — وہ صہبا دے کہ جو دل کو سرور وصل دلبر دے

عجب عالم ہے گلشن مین فضا ہے سبزہ و گل کی — کوئی جام زمرد گر بیاقوت سے بھر دے

چمن مین صبح کو اٹھتی ہین شعلے آتش گل سے — صبوحی کے لیے ہمکو بھی ساقی آتش تر دے

کیا ہے سبز کیا کیا فصل گل نے زرد پتون کو — دوا ہے زردی رخ کے لیے تو آب احمر دے

لہو کی بوند بھی اب جسم لاغر مین نہین باقی — علاج ناتوانی کے لیے خون کبوتر دے

گھٹا گھنگھور چھائی ہے جھما جھم مینہ برستا ہے — لبالب آج ای ساقی پیالہ بھر کے ساغر دے

ہوائے سرد چلتی ہے عجب لطف برودت ہے — ہمین بھی آتش سیال سے تو بھر کے بھر دے

آب زندگانی دے نشاط نوجوانی دے — مراد قلب محزون دو دوائے جان مضطر دے

شراب ارغوانی ہو یہی جوش جوانی ہو — مزا ہے موسم گل کا جو رندونکو خدا زر دے

سمائی ہین دلونمین یہ طرح دہر کی قیامت کے — پلا کر جام ای ساقی تو یہ حوض کوثر دے

دکھا دے ہمکو مرقع[۴] لیلی و مجنون کی تصویرین — شراب شوق کے شیشے سے متوالا ہمین کر دے

---

۱ یعنی تصویرون کی کتاب جسکو انگریزی مین البم (آل بم) کہتے ہین۔ یہ اصطلاح مصورون کی ہے۔ مناسبت اس لفظ کی ڈراما (ہندی ناٹک) کے ساتھ ظاہر ہے ۱۲ منہ

۲ سرنامہ جسکو انگریزی مین فرانٹس پیس (فرنٹس پی س) کہتے ہین وہ تصویر جو کسی کتاب کے ابتدا مین لگا دیتے ہین ۱۲

۳ اس غزل مین قصد شاعر یہ ہے کہ بعض استعارات اور تشبیہات شراب کو ذکر کرے یہ سب استعارے اور تشبیہین اہل فارس کے کلام مین موجود ہین۔ پہلا شعر غزل کا مطلع کہلاتا ہے جسکے دونون طرف قافیہ اور ردیف یا صرف قافیہ ختم ہون ۱۲ منہ

[illegible] ۱۲ منہ

تصور

۱؎ دن رات بسر کرکے سفید و سیاہ کی — تصویرین کھینچتے ہین تو جلوہ گاہ کی
کیا کیا گیا ہی نامۂ اعمال کو سیاہ — ہم شاعرون کو فکر یہی ہی گناہ کی
میری غزل دلون پہ نہ کیونکر اثر کرے — سورت ہی ہو بہو مرے حال تباہ کی

پہلا ایکٹ

سین (۱) دیوان خانہ

عبداللہ (دست بدعا) ۲؎ الٰہی قاضی الحاجات ہی تو بندہ پرور ہی — ہمین یکسان ہی داد رس ہی فیض گستر ہی
تیرے دربار سی شاہ و گدا درمان پاتے ہین — تری سرکار سی ہر شخص کی روزی مقرر ہی
ہر اک رنج و تعب مین کون ہی تیرے سوا یارب — ہر اک درد و مصیبت مین خدایا تو ہی یاور ہی
کوئی اب غم ہی یارب تو فقط اولاد کا غم ہی — کہ یون تو فضل سی تیرے مجھے سب کچھ میسر ہی
خدایا دے کوئی فرزند جس سی نام روشن ہو — کہ بے اولاد میرا گھر سیہ خانہ سے بد تر ہی
بحق آل احمد ہو دعا مقبول عاجز کی — یہ عبداللہ بھی یارب ترا اک عبد احقر ہی

سین (۲) کنار چمن

عبداللہ دل مین ۳؎ دنیا امید پر ہے قائم — امید سے ہے حیات دائم
امید پہ ہے یہ سب زمانہ — امید سے ہے یہ کارخانہ
امید سے زیست کا مزا ہے — امید ہی اصل مدعا ہے
امید خوشی کی سر بسر ہے — زوجہ میری بھی بارور ہے
گذرے سب انتظار کے دن — نزدیک آئے بہار کے دن
پورے دن ہو گئے بآرام — اب دیر نہین ہی صبح و یا شام

۱؎ صنف کلام مطلع دو دو شعر غزل بحر مضارع دانی اخرب مکفوف و محذوف وزن مفعول فاع لاتن مفاعیل فاعلن - دو بار - قصد شاعر بیان اس امر کا کہ شروع تالیف کے وقت مصنف کا کیا خیال تھا، اُسکے نزدیک شاعری ایک قسم کی مصوری ہے اور اس امر کو اُس نے کتاب استشعار مین نہایت توضیح کے ساتھ بیان کر دیا ہے ۱۲ منہ

۲؎ صنف کلام غزل مسلسل (خطابی) بحر ہزج سالم وزن - مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن دو بار قصد شاعر اظہار عظمت باری تعالیٰ و اخلاص عبد و معبود و شکر نعمت باظہار امارت و مکنت جو کہ عبداللہ کو حاصل تھی - از روے پسر جہت بقاے نام و ریاست خاندانی - تمسک باہل بیت رسالت علیہم السّلام -

۳؎ صنف کلام مثنوی بحر ہزج مجزو اخرب مقبوض محذوف یا اخرم اشتر محذوف، وزن (۱) مفعولن فاعلن فعولن وزن

ہوتا ہے خدا کا فضل مجھ پر — اب دیکھئے ہو پسر کہ دختر
کچھ اسکی نہیں مجھے شکایت — جو دے اللہ کی عنایت

خدمتگار آتا ہے۔

خدمتگار (ہاتھ اُٹھا کر) الٰہی خداوند نعمت[1] سلامت — مبارک مبارک سلامت سلامت
خدا نے کیا آپ پر فضل ایسا — مبارک ہو فرزند حضرت سلامت
پلے آپکے دامن عافیت مین — رہے یہ پسر تا قیامت سلامت
رہی باپ بیٹون پہ مالک کا سایہ — مع جاہ و اقبال و دولت سلامت
ہوا آج سرکار پہ فضل خالق — یہ سرکار اور یہ ریاست سلامت

عبداللہ صدقے تری شان کے صدقے مالک[2] — تیرے احسان کے صدقے مالک
مجھے ناشاد کو کیا شاد کیا — کہ مجھے صاحب اولاد کیا
کس زبان سے ہو ترا شکر ادا — تو نے بندہ پہ کیا فضل ایسا
جو دیا ہے تو جلا دے اسکو — ہر اک آفت سے بچا دے اسکو
باسعادت ہو یہ میرا فرزند — ذی لیاقت ہو یہ میرا فرزند

سین (۳) محلسرا۔ زچہ خانہ۔

ڈومنیان (گاتی ہین) یہ کنبہ کا سردار پیدا ہوا ہی[3] — ریاست کا مختار پیدا ہوا ہی

---

[1] عام صورت امرا اور روساسے اس درجہ (خدمتگار) کے لوگون کے خطاب کرنے کی ہی۔
صنف کلام۔ غزل اور قطعہ بھی کہہ سکتے ہین بحر متقارب سالم۔ وزن۔ فعولن فعولن فعولن فعولن دوبار قصد شاعر اظہار مسرت خدام بہ کامیابی مخدوم۔ اظہار محبت کے ساتھ کسی قدر خوشامد بھی ملی ہوئی ہے۔ انعام وغیرہ کا ذکر ترک کیا گیا تا کہ عبداللہ کی فیاضی اور نوکرونکی ذاتی خوشی ثابت ہو۔ امنہ

[2] صنف کلام مثنوی۔ بحر رمل مخبون مسکن محذوف۔ وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلن۔ قصد شاعر۔ اظہار شکر بازاے کامیابی حالت مسرت تھوڑے الم کے ساتھ ملی ہوئی ہی۔

[3] صنف کلام غزل۔ بحر متقارب سالم۔ وزن۔ فعولن فعولن فعولن فعولن دو بار۔ قصد شاعر۔ اظہار مسرت زبانی عورات درجہ ادنی۔ ایسے موقع پر ڈومنیان خود ہی کچھ اسی قسم کے شعر موزون کرکے گاتی ہین اور اُن مین خاص خاندان کا حال بھی حتی الوسع بیان ہوتا ہو اور کلمات خوشامد بھی شامل ہوتے ہین اس قسم کی چیزین جو گائی جاتی ہین اُنکو زچہ خانہ کہتے ہین لڑکا پیدا ہونے کے بعد تقریب (سو رواج) چھٹی تک برابر تمام شب اور دن کو بھی گانا رہتا ہی اور اس گانے سے یہ بھی نفع ہی کہ رات بھر جاگ رہا ہی پہلے کے ان ایام مین جاگنا رات بھر کا بچہ کی حفاظت کے لیے آسیب وغیرہ سے کہ اس موقع کے لیے مخصوص ہین ضروری سمجھا جاتا ہی۔ غریب خاندانو نمین جنکو ہر روز ڈومنیون کو رکھنے کا مقدور نہین ہی بچہ کی خالہ پھوپھیان اور ایسی ہی متوسل عورتین چھٹی جاگتی ہین اور گاتی بجاتی رہتی ہین

یہ وہ ہے بابا کی آنکھوں کی پتلی — یہ امان کا دلدار پیدا ہوا ہے
یہ لڑکا ہے سب قوم عامر کو پیارا — یہ کنبہ کا سالار پیدا ہوا ہے
حسینوں کا دل کیوں نہ ہو اس پہ صدقے — یہ بانکا طرحدار پیدا ہوا ہے
مثل ہے کہ ہوتے ہیں اچھے کے اچھے — یہ بچہ خوش اطوار پیدا ہوا ہے
کھلی اسکے ہونے سے قسمت ہماری — غریبوں کا غمخوار پیدا ہوا ہے

سین (۴) دیوان خانہ

عبداللہ — شہ ارے کوئی حاضر ہے یہاں جلد جائے — ابھی اپنے ہمراہ کاہن کو لائے

خدمتگار — بہت خوب ابھی جاکے لاتے ہیں ہم — جہاں وہ ملے گا بلاتے ہیں ہم

(خدمتگار جاتے ہیں کاہن کو لیکے آتے ہیں)

کاہن — شہ کیا آج کاہن کو کیوں سرفراز — خداوند کی عمر ہووے دراز

عبداللہ — پسر کا مرے کھینچ تو زائچہ — ذرا حال قسمت کا اسکے بتا

کاہن (زائچہ بنا کے) (ذرا انگلیوں پر شمار کر کے) — یہ لڑکا بڑا صاحب نام ہوگا — حسینوں ہی اسکو سدا کام ہوگا
کسی کی محبت کا یہ دم بھرے گا — نہ اُس بن جیے گا نہ اُس بن مرے گا
بہت اسکی طینت میں ہو پاکبازی — حقیقی بنے اسکا عشق مجازی
کہیں گے اسے لوگ وحشت کا پتلا — پھرے گا بہت دن یہ صحرا بہ صحرا
محبت کا آزار گھر میں بڑھے گا — جنون بن کے جن اسکے سر پہ چڑھے گا
محبت اسے پھر ٹھکانے لگا دے — خودی سے چھڑا کر خدا سے ملا دے
اگر نام پوچھو تو ہے قیس بہتر — مگر لوگ مجنون کہیں اسکو اکثر

عورتیں چھٹی جاگتی ہیں اور رات بھر گاتی بجاتی رہتی ہیں۔ اور امیروں میں بھی عورتیں گاتی ہیں لیکن شریف زادیاں ڈومنیوں کے ساتھ شریک ہو کر کبھی نہیں گاتیں۔ ۱۲ منہ

شہ صنف کلام۔ مثنوی بحر متقارب سالم و مزاحف۔ وزن۔ فعولن فعولن فعولن فعولن دوبار فعولن فعولن فعولن فعول۔ صرف یہ شعر اس وزن پہ ہے باقی تمام اشعار کا وزن سالم ہے۔ اس نمایش میں کاہن کا بلانا اسکا آنا اور گفتگو وغیرہ بیان کی ہے یہ رسم ہندوستان میں غیر مشرع مسلمانوں میں جاری ہے مولود کا زائچہ (جنم پترہ) کھنچوایا جاتا ہے یہ امر شرع شریف کے بالکل خلاف ہے۔ ۱۲ منہ

شہ جو لوگ علم نجوم کو حق نہیں مانتے وہ اسکو اتفاق کہہ سکتے ہیں۔ قصد شاعر اس نظم میں یہ ہے کہ کاہن کی زبانی مجنون کی سوانح عمری کو جو اسکے ولادت کے وقت شروع ہوئی تا انجام حیات ایک ایسی تقریر میں بیان کیجاے کہ اگر وہ بالفرض عبداللہ کے سامنے بیان کیجاتی تو اُسکو خلاف نگذرتا۔ اور وجہ خلاف نہ گذرنے کی یہ ہے کہ کاہن عشق مجازی سے ابتدا کر کے فوراً عشق حقیقی کو شروع کر دیتا ہے اور عشق حقیقی کے بیان کے بعد مجنون کے مصائب کو جو ذکر کرتا ہے وہ کسی باپ کو جو مسلمان ہے بُرے نہیں معلوم ہو سکتے اس لیے کہ اللہ کی راہ میں مرجانا ہمارا عین ایمان اور مقصود اعلیٰ ہے ۱۲ منہ

مبارک ہو یہ نام اور وہ لقب بھی — سعادت ہی یہ عشق اور وہ طلب بھی
جنون اور وحشت مین ہو بے بدل ہو — یہ لڑکا محبت مین ضرب المثل ہو
عجب گن ہین اسکے عجب کام اسکے — ہزارون ہی دنیا مین ہون نام اسکے
سنو نام کا اسکے اسرار تم اب — کہ ہر حرف مین ہو بیان ایک مطلب
کہ ہو قاف سے یہ قتیل محبت — ہوئی یا سے کچھ یاد جانا نکی صورت
کھلا مین سے یہ سراپا الم ہے — سیہ بخت ہی سینہ چاک ستم ہے
ملے ہین جو سب حرف اسمین تو یہ سر — کہ ہو وصل کل اسکا انجام آخر
نہ پوچھو کہ کیون قاف سے ابتدا ہی — کہ یہ عشق مین حرف آخر پڑا ہے
زمانے مین جو عشق کی انتہا ہو — وہ اس طفل کی عشق کی ابتدا ہو
نہ پوچھو کہ کیون درمیان حرف یا ہی — کہ بس یار ہی یار دل مین بسا ہو
پڑا میم آخر مین اسکا سبب کیا — کہ آخر سعادت ہی انجام اس کا
یہ بدنام ہو کر نکو نام ہوگا — وہ آغاز ہوگا یہ انجام ہوگا

عبدالصمد (خدمتگارون سے) کاہن کو یہان سے لیکے جاؤ — انعام خزانہ سے دلواؤ
(دل مین) قسمت کی کسی کو کیا خبر ہے — اللہ کے ہاتھ سر بسر ہے
انجام مین ہو اگر بھلائی — ہو پہلے بدی تو کیا برائی
بیشک یہ پسر ہے صاف باطن — کہتا نہین ہو صاف صاف کاہن
بیشک یہ پسر ہے با سعادت — ہے اسکے نصیب مین شہادت
عشق مولا کا دم بھرے گا — اللہ کی راہ مین مرے گا
یہ طفل مرا سعید ہوگا — یہ طفل مرا شہید ہوگا

سین (۵) محلسرا - عبدالصمد کی ڈیوڑھی

محلدار (چلا کے) ڈیوڑھی پہ ارے یہان کوئی ہی — کب تک چلاؤن کوئی بھی ہے

سلہ صنعت کلام مثنوی بحر ہزج مجزو اخرب مقبوض محذوف وزن. مفعول مفاعلن فعولن - قصد شاعر. اسکا بیان کرنا کاہن کو اس کلام سے کیا نتیجہ نکالتا ہے عبدالصمد پر حالت مسرت شدید کی طاری ہو کاہن کی وہی گفتگو سے اُنکی وہ مسرت زائل نہین ہو سکتی - جو کچھ الم اسکو ہوا اسکو مذہبی خیالات سے ٹال رہا ہی اور اس ذہنی مجادلہ لذت و الم مین لذت کو کامیابی ہوتی ہی اس کمالیش کو کیفیت تاریخ سے مناسبت ہو اسلیے کہ وہ زمانہ شروع اسلام کا تھا ہر ایک با ایمان مسلمان کے دل مین جوش مذہبی بھرا ہوا تھا - ہر ایک سچے مسلمان کا یہ مقصد اعلیٰ تھا کہ مین اور میری اولاد جہاد مین نام آوری پیدا کرے ۱۲ مصنف

سلہ صنعت کلام مثنوی بحر ہزج مجزو اخرب مقبوض محذوف وزن مفعول مفاعلن فعولن اخرام اشتر محذوف - وزن مفعولن

خدمتگار (جھنجھلا کے اور خوب چیخ کے) دیکھو کب سے پکار رہی ہون — مردہ بول اُٹھے کوئی ہان ہون

(محلدار سے مخاطب ہو کر) کہیے کیا حکم ہے محلدار — آواز تو دے رہا ہون

مردار

(پیچھے سے)

محلدار ہے مجلس کا آج حال ابتر — سے آ کاہن کو جلد جاکر

نوکر (محلدار سے مخاطب ہو کر) لو اس کو ابھی مین جا کے لایا

(کاہن کو لا کے ڈیوڑھی پر بیٹھا کے) کہہ دو انا سے کاہن آیا

(دایہ طفل کو پردہ کے باہر لیکے آتی ہے)

کاہن اناجی سلام کہیے کیا حکم — لاؤن مین آپ کا بجا حکم

دایہ (کاہن سے مخاطب ہو کر طفل کو دکھا کے)
کاہن تو جلد فال تو کھول — بچے کا مرے حال تو کھول
اس بچے پہ یہ بچگ کیا ہے — کاہن آخر یہ روگ کیا ہے
بھولے سے نہین کبھی یہ سوتا — سوتا ہے خواب مین سہمے روتا

محلسرے (یعنی مکان زنانہ جائے سکونت محلات وصاحبات امرا) کے دروازہ پر جو امور واقع ہوتے ہین انہین سے بعض امور کا ذکر منظور ہو۔ محلدار اُس عورت ملازمہ کو کہتے ہین جو بیگم صاحبہ کے حکم احکام باہر نوکرون تک پہنچاتی ہی اور باہر کی اطلاع یابی اور عرض ومعروض اندر محل مین لیجاتی ہی۔ یہ عہدہ اکثر مسن اور فہمیدہ عورت کو دیا جاتا ہی۔ باہر کے نوکر چاکر اس سے ڈرتے رہتے ہین کیون کہ اسکی رسائی بیگم صاحبہ تک ہی موقوفی بحالی تک مین اسکو دخل ہی جو نوکر چاکر اس سے ملتے رہتے ہین وہ اکثر بیگم صاحبہ کی خفگی اور سختی کامون سے بچتے ہین۔ دایہ (جسکو لکھنؤ مین عموما اناجی کہتے ہین) وہ عورت ہی جو طفل کو دودھ پلاتی ہی۔ امیر عورتین اپنے بچون کو خود دودھ نہین پلاتی ہین۔ اناجی اکثر شریف مگر نہایت غریب گھرانے کی ہوتی ہی جو عورتین اس نوکری کو قبول کرتی ہین وہ اپنے کنبے مین نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہین۔ کوئی شریف خاوند اسکو جائز نہین سمجھتا کہ اُسکی عورت کسی بچے کو کچھ ماہواری لیکر دودھ پلائی عزیزون کے لڑکے کو مفت دودھ پلانا برضاے خاوند کچھ ایسا عیب نہین ہی۔ اناجی کے حقوق بہت کچھ ہوتے ہین وہ عورت جا جورو لیکے دودھ پلاے اُسی کو انا کہہ سکتے ہین ۱۲ منہ

محلدار اور اُسکے ماتحت ملازمون مین جو نا اتفاقی ہو جاتی ہی تو ایسے ہی کچھ نتیجے پیدا ہوتے ہین ۱۲

اناجی کی عزت محل مین بہت ہوتی ہی خود نواب صاحب و بیگم صاحبہ اُسکی عزت کرتی ہین اور اُسکے حقوق بھی بہت ہوتے ہین جس لڑکے کو وہ دودھ پلاتی ہے وہ اسکا پلا یا کھلانا ہے ہر ایک پلاے کی شادی مین امرا کی ... اچھا کچھ ملتا ہے کہ وہ عمر بھر کے لیے مالا مال ہو جاتی ہے۔ انا کو بھی اپنے پلاے سے بہت محبت ہوتی ہے۔ انا اور کاہن کی گفتگو مین نجومیون کی فال کھولنے اور جاہل عورتون کی سریع الاعتقادی کی صورت ایک شاعرانہ طریقے سے دکھائی گئی ہے۔ ۱۲

کیا بات کسی نے تھی کہی یہ — سوتا نہیں خواب میں بھی یہ
پھرون نہیں اسے دودھ پتیا — کیا جانیں یہ کس طرح سے ہے جیتا
(گویا بچی کو دیکھ رہی ہو) تو دیکھ تو کیا بساط اس کی — مرجائے کہیں نہ دائی بندی
(آسمان کی طرف دیکھ کر) آئی ہو جو اس کی مجھ پہ آجائے — سر سے اس کے الا بلا جائے

کاہن (فال کھول کے) دایہ تجھے اس کی کیا خبر ہے — یہ عشق کا بھید سربسر ہے
تو باغ گئی تھی جھٹپٹے وقت — اس بچہ کو لے گئی تھی یہ وقت
وہ تھا شب پنجشنبہ کا دن؟

دایہ سچ ہے تیری یہ بات کاہن

کاہن تھا گود میں تیرے یہ گل تر — تھی سرخ کلاہ اسکے سر پر
کرتے کا تھا رنگ زعفرانی — اور گوٹ لگی تھی اسمیں دھانی
اس وقت نہا کے تو اٹھی تھی؟

دایہ کاہن ہاں یہ خطا تھی میری

کاہن چوٹی تیری کھلی ہوئی تھی — پوشاک بتاؤں اب میں تیری
تھا اودے رنگ کا دوپٹہ — پہنے تھی سرخ پاجامہ

دایہ کاہن کچھ اور حال بتلا — سب سچ کہتا ہے تو کہے جا
اتنا تو بتا دے پہلے للہ — ہو جان کی خیر یا نہیں آہ
ہوتا تھا جو اسکے واسطے یوں — ہو ہو کے اسے لپکے ہیں گئی کیوں
کاہن یہ سب مری خطا ہے — بچے کا قصور اس میں کیا ہے

کاہن سن دایہ کچھ اور حال اسکا — تا سمجھ رہے خیال اسکا
تیرا بھی نہیں قصور اس میں — کچھ اور ہی ہے فتور اس میں
جب تو نے چمن کی سیر کی تھی — اک آگ سی واں لگی ہوئی تھی
پھولی ہوئی تھی شفق فلک پر — چلتی تھی ہوا بے تند صرصر
سوسن یہ زبان سے بے زبانی — کہتی تھی عشق کی کہانی
پھولوں کی ہنسی تھی کچھ دیوانک — اک شور مچا تھا واں اچانک

باغ کا سماں جو یہاں بیان کیا گیا ہے اسمیں وحشت اور بھیانک پن کا رنگ ملا یا ہے شاعر کا قصد ہے کہ لذت والم خوف و رحم کے آثار ایک ہی ساتھ پیدا کرے باغ کے بیان میں لذت کی تخیل زیادہ ہو گی اور الم کی کم۔ اور شمع و پروانہ کی اسکے برعکس ہی وجہ اسکی یہ ہو کہ آسیب کا تصور ایک تربیت یافتہ ذہن پر کم اثر پیدا کر سکتا ہے۔ گو کہ عورتوں کی تخیل پر اس سے بہت کچھ اثر ہوتا ہے مگر مردوں کی تخیل پر بہت کم لیکن جلنے کا تصور ہر شخص پر بہت اثر ڈالے گا
[illegible]

وہ سرو وہ سایہ وہ لب جو — اور وان پہ وہ قمریون کی کوکو
وان تھا وحشت پری کا پھیرا — سیمرغ جنون کا تھا بسیرا
اک چڑیا پھر سے اوڑ گئی تھی — تو دیکھنے جسکو مڑ گئی تھی
ہمتا حضرت عشق کا تو سایا — ناگہ دیو الم بھی آیا

(حضرت عشق کے نام پر دایہ کا بلائین لینا)

ہنسنے پہ گلون کے کھلکھلا کر — اک بار رہتا تھا یہ گل تر
نرگس کے پاس رو دیا تھا — کچھ ہو کے اوداس رو دیا تھا
سنبل سے یہ پیچ وتاب مین تھا — سبزہ کے قریب خواب مین تھا
ناگہ بلبل کی آئی آواز — آواز مین کچھ تھا سوز کچھ ساز
سوتے مین سے چونک اٹھا یہ بیتاب — اُسوقت یہ ہو گیا تھا بدخواب
کیا خواب مین دیکھتا ہے یہ گل — ہے یاس امید عشق یا کل
شبنم کو اس نے روتے دیکھا — بلبل کو جان کھوتے دیکھا
پامال خزان یہ باغ دیکھا — لالہ کے جگر کا داغ دیکھا
سمجھا کہ یہ عشق کی سزا ہے — اس باغ کی بس یہی ہوا ہے
یہ حضرت عشق کا عمل ہے — آسیب جنون کا کچھ خلل ہے
وحشت کا ہے اسکے سر پہ سایا — سودا کچھ دل مین ہے سمایا

دایہ
کاہن بتلا کوئی اوتارا — جینے کا تو اسکے ہو سہارا
اس بچے کے حال پر ترس کھا — اس حسن وجمال پر ترس کھا

کاہن
کچھ خوف تو جان کا نہین ہے — اس دکھ کی مگر دوا نہین ہے

کیا اسکا بتاؤن مین اوتارا

دایہ (ہاتھ جوڑ کے)
کاہن بتلا تو کچھ سہارا

کاہن
دایہ ہے عشق کی دوا حسن — ہے عشق تو آگ اور ہوا حسن
یہ آگ جو اس ہوا سے بھڑکے — جلنے والا کبھی نہ بھڑکے
جلنے کا حال دیکھئے تو — پروانے کا حال دیکھئے تو
فانوس مین ہو جو شمع روشن — پروانہ کی دیکھے کوئی اُلجھن
بیتابی شوق کوئی دیکھے — جل جانے کا ذوق کوئی دیکھے
اندر شعلہ لپک رہا ہے — باہر یہ سر ٹپک رہا ہے
فانوس کا پردہ ہے جو حائل — مضطر ہے یہ مثل نیم بسمل
[illegible] — اک بار یہ جان سے کے جان کھوتا

دایہ کاہن

کاہن کچھ صاف صاف بتلا | مین تو سمجھی نہ یہ معما
جینا اسکا اگر ہے مطلوب | دکھلا اسکو جمال محبوب
یعنے کچھ لوگ خوب صورت | کرتے رہین جان و دل سے خدمت
پریون مین یہ طفل پرورش پائے | دکھ درد ہو دل کی خلش جائے

پردہ گرتا ہے

دوسرا ایکٹ

سین (۱) محلسرا

(مجنون کھیلتا اور خوش ہوتا نظر آتا ہے)

مجنون (دل مین)
واہ کیا نام ہے میرا مجنون | واہ کیا نام ہے میرا مفتون
دل سے بھایا مجھے مجنون کہنا | کیا خوش آیا ہے مجھے مجنون کہنا
شوق ہے شعر و سخن سے مجکو | ذوق ہے سیر چمن سے مجکو

(خواصین آتی ہین)

(اُنکی طرف دلی اشارہ کرکے)
ہین یہ خدمت مین گل اندام خواص | خاص ہین میری یہ گلفام خواص
ہے یہ شفا بادۂ عشرت میری | ہے دوا جام محبت میری

(خواصون سے مخاطب ہو کر)
آؤ سلے میری خواصو آؤ | گا سُلے میری خواصو گاؤ

خواصین (سب کی سب ملکر)
خدا جانے کس کا یہ دل بتلا ہے | کہ پہلو مین اکثر اُسے ڈھونڈھتا ہون

صنف کلام۔ مثنوی بحر رمل مجنون مسکن محذوف وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلن۔ قصد شاعر مجنون کے لڑکپن کی وضع اخلاق طرز معاشرت کا بیان۔ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ لڑکپن سے عاشق مزاج حسن پرست ہے اور اسکو شعر سے بھی ذوق ہے۔ اس مزاج کا لڑکا جوان ہو کر یا شاعر ہوگا یا حکیم یا دیوانہ ۱۲ منہ

مجنون کو شعر گوئی مین بہت اچھی دست گاہ حاصل تھی چنانچہ اُسکا دیوان جو والبی نے جمع کیا ہے قابل ملاحظہ ہے۔ ف اگر مجنون کے والدین اُسکی تربیت بچپن سے توجہ کرکے اسکو حسین خواصون کی صحبت سے بچاتے اور فطرت کی ظاہری خوبصورتی کی طرف متوجہ کرتے تو وہ شاعر ہوتا اگر اُسکو ظاہری خوبصورتی کی طرف کچھ دونون متوجہ کرکے اخلاقی اور ذہنی اور حقیقی جمال کی طرف متوجہ کرتے تو وہ عاشق علم یعنے فلسفی ہوتا اان دونون قسمون کی تعلیم کی طرف سے اُسکے والدین نے غفلت کی اور بچپن سے حسن ظاہری انسانی کی طرف متوجہ کیا گیا لہذا وہ دیوانہ ہوا ۱۲ منہ

سکہ صنف کلام۔ غزل مسلسل بحر متقارب سالم وزن۔ فعولن فعولن چار بار قصد شاعر۔ خواصین ایک امیر زادے کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہین اور عشق مجازی کی لذتون سے اُسکو بے خبر پاکر اُنے وہ مین لایا جا ہتی ہین

(گویا مجنون سے مخاطب ہو کر)

ذرا درد الفت کا کچھ ہم سے پوچھو — تمھیں کیا خبر عشق میں کیا مزا ہے
ابھی کھیل سمجھے ہو تم عاشقی کو — کسے رکھتے ہیں دل لگانا برا ہے
سمجھ بوجھ کے دل لگانا کسی سے — برا ہے وہ معشوق جو بیوفا ہے
تمھیں کیا خبر شوق کہتے ہیں کسکو — تمھاری بلا جانے کیا مدعا ہے
بتاؤ تو کیا شے ہے آزار فرقت — یہ وصلت بھلا کس مرض کی دوا ہے
شراب محبت کے نشے ہیں کیسے — خمار اسکا کیا ہے اتارا اسکا کیا ہے

سین (۲) دیوانخانہ

تقریب بسم اللہ[۳] مجنون

صاحب [۴] طفل غنچہ کی چمن میں آج بسم اللہ ہے — جسطرف دیکھو ادھر اللہ ہی اللہ ہے

عبداللہ اور مجنون آتے ہیں۔

عبداللہ (قیس سے مخاطب ہو کر) [۵] سنو ای قیس کہ ہوتا ہی تمھارا مکتب — تمکو لازم ہے دل و جان سے پڑھو علم و ادب
یہ ادب کیا ہے شرافت کی علامت ہے قیس — کہ ادب ہی سے تو ممتاز ہوئی قوم عرب

ہمارے ملک کے اکثر لڑکوں کا لڑکپن میں یہی حال ہوتا ہے اور سن بلوغ کے قبل ہی گنا ہگار ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کے امراض مہلکہ جسمانی و روحانی میں مبتلا ہو کر دنیا و عقبے کہیں کے نہیں رہتے ماں باپ پر فرض ہے کہ اپنے بچوں کو ان بلاؤں سے بچائیں مگر افسوس ہے کہ ہمارے اہل ملک خصوصاً روساؤں کا کچھ خیال نہیں ۱۲ منہ

[۳] تقریب بسم اللہ مسلمانوں میں خاص ہے وہ دن جب لڑکا پہلے پہل پڑھنے کو بٹھایا جاتا ہے۔ اکثر پانچ برس کے سن میں یہ تقریب ہوتی ہے۔ اس میں ماں باپ موافق اپنے اپنے حوصلہ کے بہت کچھ دھوم دھام کرتے ہیں مردانہ اور زنانہ دونوں جگہ مہمان جمع ہوتے ہیں مولوی صاحب جو بسم اللہ پڑھاتے ہیں انکو حسب مقدور کچھ نہ کچھ نذر دی جاتی ہے امیروں میں خلعت سونے چاندی کے قلم دوات تختی وغیرہ غریبوں میں کچھ نذر نقد قدر قلیل کوئی کپڑا شیرینی وغیرہ۔
اس دھوم دھام کی فکر اس طرح کی جاتی ہے کہ اکثر لڑکے کا سن زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اچھی طرح آوارگی کا سبق خراب لڑکوں لڑکیوں میں کھیل کھیل کر حاصل کر لیتے ہیں اور انکی قابلیت تربیت پذیری بالکل زائل ہو جاتی ہے۔

[۴] صنف کلام مطلع۔ بحر رمل وافی محذوف وزن۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دو بار قصد شاعر عبداللہ کے مصاحب اسباب کو ظاہر کر دیں کہ آج قیس کا مکتب دھوم دھام سے ہونے والا ہے ۱۲ منہ

[۵] صنف کلام۔ قطعہ۔ جزو قصیدہ بحر رمل وافی مجنون مسکن محذوف وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن کن
اول بعض [illegible] لیتے فعلاتن سے لیا ہے -

قیس: مجھکو کیا مدرسے او قبلہ و کعبہ سے ہین — یہ تو ہین طرد اور یہ ہین مطلب

عبداللہ: دیکھیے آخر بھی آپہونچکر وہ جھک کے سلام — یہ وہ ملا ہین محلے مین جو مشہور لقب

(مولوی عشق الدین آتے ہین۔ قیس کا ادب سے سلام کرنا)

عبداللہ: میری تسلیم ادھر آئیے مولانا عشق — میرا بیٹا ہے یہ قیس آج ہوا اسکا کتب

مولوی: ماشاء اللہ بہت نیک ہین صاحبزادے — مین پڑھاؤنگا دل و جانسے انہین ہر ادب

عبداللہ: مین کبھی آپکی خدمت سے نہ منہہ موڑونگا — واجبا عرض کیا گو کہ یہ ہے ترک ادب

علم ادیان پہلے اسے کیجیے آگاہ — کہ مسلمانون پہ واجب ہے بلکہ اوجب

علم ابدان کی پھر دیجیے تعلیم اسے — تاکہ ماہیت ہر شی کا کھلے اسپہ سبب

میرے الطاف سے بہبود جو کرین آپ عتاب — گھر کے آرام سے خوش [illegible]

دیکھیے اسکو اگر یاد نہو یاد سبق — کیجیے تادیب ضروری جو کرے ترک ادب

مولوی: مین تو ہون خدمت عالی مین حاضر ہر وقت — کچھ نہ تنخواہ کی حاجت نہ وظیفہ کی طلب

له قیس کے طرز کلام سے ظاہر ہے کہ اسکا سن پانچ برس کا نہین ہے بلکہ کم از کم دس کا ہے اور ایسا امر اکثر ہوتا ہے کہ لڑکا اس سن تک محل سے باہر نہین نکلتا جیسا کہ قبل اسکے بیان کیا گیا ۱۲ منہ

٥ مولوی کے بیان سے خوشامد کی بو آتی ہے

٦ تعلیم دینے کا اجرت لینا بالکل ناجائز ہے۔ ایسے ادنی درجہ کے معلم سے جیسا کہ عشق الدین ظاہر کیا گیا ہے اجرت تعلیم کا فیصلہ کرنا یا چکانا معیوب نہین ہو مگر عبداللہ اس مقام پر نہایت متانت اور ریاست کو کام فرماتا ہے۔

عبداللہ اپنے بیٹے کی تعلیم مین نہایت سرگرم اور مستعد معلوم ہوتا ہو اور خود بھی اسکو علم سے بہرہ ہو جیسا کہ اسکی گفتگو سے ظاہر ہے۔ مگر واقع مین وہ بڑی غلطی کر رہا ہے کہ وہ اپنے پیارے لڑکے کو ایک کم حیثیت ملا کے سپرد کرتا ہے مگر اس نے اس بات مین دھوکا کھایا ہو تو تعجب نہین اسلیے کہ ملا کی ظاہری وضع نے اسکو فریب دیا یہ غلطی اسکی بے شک ہو کہ اس نے اس مولوی کی چال چلن کو کیون نہ دریافت کر لیا اس غلطی مین اکثر والدین بجائے لطف پہنچانے کے اپنے بچون کو ضرر پہنچاتے ہین ایک کم استعداد اور بد وضع مولوی سے پڑھوانا اس سے بدتر ہے کہ لڑکا جاہل رہے ۱۲ منہ

٨ مولوی عشق الدین بظاہر نہایت متقی اور متین بنتا ہو مگر اسکی اصلی حالت کسی نہ کسی پیرایہ مین ظاہر ہوئی جاتی ہو اولاً وہ اپنے تئین علما مین شامل کرتا ہے اور ایسا بے طمع معلم بنتا ہے پھر بھی کہے بغیر نہین رہتا کہ آپ تو خود ہی کچھ دیجیے گا پھر مانگنے کی کیا ضرورت ہے حقیقت مین وہ طامع ہے جیسا کہ اسکی طرز گفتگو سے ثابت کیا گیا ہے ۱۲ منہ

عبداللہ کا علم درست ہونا اس مصرع سے ظاہر ہے تاکہ ماہیت ہر شے کا کھلے اس پہ سبب اسلیے کہ یہ بہترین تعریف فلسفہ کی ہو جو ایک امیر کی زبان سے ہم سن سکتے ہین اگر ایسے امیر اگلے زمانے مین ہون تو ہون اب تو ایسے نہین پائے جاتے خصوصاً ہم اہل اسلام مین عبداللہ کی دینداری بھی ظاہر ہو ہمکو تعجب ہو کہ کسی زمانہ مین امرا علم دین کی طرف متوجہ ہوتے تھے ۱۲

قیس کی تادیب کے باب مین بھی عبداللہ کی رائے نہایت صحیح ہو عجب نہین ہو کہ عبداللہ ان لوگون مین ہو جنکی عقل نظری تو درست ہوتی ہو مگر عقل عملی درست نہین ہوتی اسلیے کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ اپنے اکلوتے فرزند کی تربیت کے باب مین غفلت نکرتا

علما پر ہی بہت آپکا الطاف امیر — جو منا سب ہی مروت مین وہی ہی انسب

عبد اللہ فائدہ کچھ نہین تاخیر تو اب بسم اللہ — یہ کتاب اسکی ہی

(کتاب اخوند کو دیکے اور خوان اور کشتی کی طرف اشارہ کرکے) — وہ نذر کا سامان ہی سب

ہی وہ کشتی مین تو عمامہ بہ رومال و عبا — اور اُس خوان مین شیرینی و حلوا و رطب

مولوی (عبد اللہ سے مخاطب ہو کر) اس تکلف کی بظاہر تو نہ تھی کچھ حاجت — ہو نہ نقد بھی کچھ اُسمین وگرنہ ہی غضب

(دل مین خوان و کشتی کی طرف دلی اشارہ کرکے)

مولوی قیس کو بسم اللہ پڑھاتا ہے۔

عبد اللہ (رو بقبلہ دست دعا اُٹھا کے) بہ طفیل علما و فضلا سے اسلام[۹] — میرے فرزند کو تو علم عطا کر یا رب

سین (۳) مکتب خانہ

مولوی حسینا کا لڑکون کو پڑھاتے نظر آنا

ایک ملازم کتاب لیئے ہوے ہمراہ

قیس کی تادیب کے باب مین بھی عبد الصمد کی راے نہایت صحیح ہے عجب نہین کہ عبد الصمد ان لوگون مین ہو جنکی عقل نظری درست ہوتی ہی مگر عقل عملی درست نہین ہوتی اسلیئے کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ اپنے اکلوتے فرزند کی تربیت کے باب مین غفلت نہ کرتا جیسا کہ اس نے کیا ۱۲ منہ

۹ سب سے زیادہ عبد الصمد کی دعا اس موقعہ پر نہایت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے رسول صلعم نے علما کی فضیلت مین ایسا کچھ فرمایا ہے کہ انکی مرتبے کو شہدا سے بھی بڑھایا ہے۔ اور کیون نہ ہو۔ اسلیئے کہ یہی لوگ تو سچے حامی دین اور اسلام کے ہین اور انہین کے مساعی جمیلہ کی برکت سے دین اسلام ابھی تک دنیا مین باقی ہے دہریون کے حملے انہون نے رد کے فلسفہ کے مقابلہ سے انہون نے بچایا بادشاہون کے ظلم سے انہون نے نجات دوائی مگر افسوس آجکل کے علما ایسے دائرہ تنگ و تاریک مین مرکز نشین اور زاویہ گزین ہین کہ وہ کسی طرح دین اسلام کی حالت پر رحم نہین کرتے دنیا مین بیشمار مسلمانون مین کرورون اور خاص ہندوستان مین لاکھون اہل اسلام بد اعتقاد فاسق و بریہ زندیق متشکک لا مذہب پائے جاتے ہین دہریت اور لا مذہبی کی بلا مین انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان زیادہ مبتلا ہین مگر ان کے نزدیک ابھی تک انگریزی پڑھنا کفر اور انگریزی والون سے مناظرہ اور مباحثہ کرنا شرک ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے علم کلام جسکو کسی زمانے مین ہمارے دین کے فخر اور محقق علما نے ایجاد کیا رونق دی وہ بھی زنگ آلود تلوار کی طرح میان مین بیکار پڑا ہوا ہے اب کون ایسا سپاہی ہی جو اُس تلوار کو صیقل کرے اور میدان مین آکر توحید اور رسالت کے منکرون سے جہاد کرے ۱۲ منہ

سین (۳)

مجنون (ایک خوبصورت لڑکی) لیلیٰ کی طرف دلی اشارہ کر کے)

ہر شے میں اللہ کی قدرت نظر آئی — مکتب میں جو آئے تو یہ صورت نظر آئی

لیلیٰ (دل میں قیس کو دیکھکر)

مدت میں یہ ہم چشم ہمارا نظر آیا — دل ڈھونڈتا تھا جسکو وہ پیارا نظر آیا

خونخوار خان (ایک سپاہی وضع) اپنے بیٹے طرار خان کو لیکے آتے ہین۔

خونخوار خان (لڑکے کا کان پکڑے ہوے ہین) (مولوی صاحب سے)

یہ لڑکا ہی میرا بڑا بے شعور — پڑھا دیجیے علم اِس کو ضرور

اسے گھول کر سب پلا دیجیے — گدھا ہے یہ انسان بنا دیجیے

مولوی (نگاہ حیرت سے اس وضع اور اس انداز کو دیکھکے)

ذرا نام نامی تو بتلائیے — صفت اُنکی کچھہ مجھ سے فرمائیے

خونخوار خان

میان نام ہی انکا جرار خان — ہین جرار خان ابن خونخوار خان

ئلہ صنعت کلام مطلع غزل ایک حسن پسند طبیعت پر کسی خوبصورت شے کو دیکھکر پہلے پہل ایسا ہی کچھ اثر ہو سکتا ہے ۱۲ منہ

ئلہ صنعت کلام مطلع غزل بحر اور وزن دونون مطلعون کا یہی بحر ہزج وافی اخرب مکفوف محذوف وزن مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن۔ لیلےٰ کے قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس مکتب مین وہ پڑھائی گئی تھی وہ اسکے رتبہ اور شان کے موافق نہ تھا یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے چچا کے بیٹے قیس کے مکتب مین داخل ہونے سے بہت خوش ہو گئی ۱۲ منہ

ئلہ صنعت کلام مثنوی سوال و جواب اس مثنوی اور دیگر مثنویون مین یہ فرق ہے کہ ان مین متکلم (راوی) شاعر خود ہوتا ہے کہ وہ کسی شخص کا واقعہ بیان کرے اور اسمین متکلم خود وہی شخص ہوتا ہے جس پر واقعہ ہوا لہذا اسکو مثنوی مرقعہ (ڈراماٹک) کہہ سکتے ہین۔

بحر متقارب وافی مقصور یا محذوف وزن فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل قصد شاعر یہ ہے کہ اس مکتب کی حیثیت کو مفصلاً بیان کرے۔ اسمین کیسے لڑکے پڑھتے ہین کس قسم کے لوگ آتے ہین۔

جاہلون کا قاعدہ ہو کہ جب وہ اپنا نام یا اپنے لڑکے کا بتاتے ہین تو اُسکا عرف اور پیار کا نام اور باپ دادا اسکے دادا سب کا ذکر اور نام اور خطاب بتلاتے چلے جاتے ہین یہان تک کہ دوسرا آدمی اُنکو چپ کرے خونخوار خان ذی نوبت نکلی کہ صرف اپنا ہی نام بتا کے یہ اکتفا کی مگر پھر بھی اپنی پیاری بی بی کا ذکر کیے بغیر نہ رہ سکے ۱۲

خونخوار خان کا خیال ہو کہ اسکا لڑکا بے شعور ہو اگر وہ تحصیل علم کریگا (جسکو وہ علم پڑھنا کہتا ہے) تو ضرور عقلمند ہو جائیگا یہ خیال غلط ہے طبیعت اور فطرت تحصیل علم سے نہین بدلتی خصوصاً وہ عادتین جو اُسکے خراب تربیت نے اُسکے لڑکے کے اخلاق مین پیدا کر دیتا ہین کیونکر بدل جائینگی۔ اگر بقول اُسکے مولوی صاحب اُسکے لڑکے کو گھول کر پلا دین (جسکی امید کہ اُسکو مولوی صاحب سے نہ ہونا چاہیے) پھر بھی وہ گدھا انسان نہین ہو سکتا ہے اگر وہ وہی

طرار
بہت اپنی اماں کے ہین لاڈلے　　وہ کہتی ہین طرار انہین پیار سے
الٰہی سلامت رہے میری ماں　　اُسی کا تو بیٹا ہون مین بیگمان

مولوی (لڑکون سے مخاطب ہو کر)
قیافہ سے ہو اس کے ثابت یہ بات　　یہ لڑکا حقیقت مین ہی بد صفات
(خونخوار خان سے مخاطب ہو کر)
حقیقت مین عیار مکار ہے　　حقیقت مین طرار فرار ہے

خونخوارخان
ذرا آپ ٹھیک اسکو کر لیجیے　　شرارت کرے تو سزا دیجیے

مولوی
اگر یہ شرارت کرے گا یہان　　مین توڑونگا خوب اسکی سب پسلیان

طرار (دل مین)
ہے قصاب یہ مولوی نابکار　　چھرا اسکے پیچھے سے پرورونگا

مولوی (خونخوار خان سے مخاطب ہو کر)
پڑھاؤنگا معقول و منقول سب　　مگر لونگا مکتب کا معمول سب

خونخوارخان
نہین مین تو خدمت کی قابل جناب　　پڑھا دیجیے گا تو ہوگا ثواب

مولوی (دل مین)
کہان کا ثواب اور کہان کا عذاب
(خونخوار خان سے)
ابھی کچھ زر نقد کا ہو حساب

گدھا ہی تو بیٹا انسان نہین بن سکتا۔ نہایت شریر لڑکون کو ماں باپ اسی لیے بھی اکثر مکتب مین بٹھاتے ہین کہ اُنکے سر سے بلا ٹلے کچھ دیر تو گھر مین امن وامان رہے عجیب نہین کہ طرار خان بھی انھین لڑکون مین سے ہو۔

غریب ماں بہنون کو بیشک کسیقدر راحت ہوگی مگر ناکردہ گناہ ہم مکتب لڑکے اُس آفت مین مبتلا ہون گے جس آفت سے بچنے کے لیے ماں باپ نے اُسکو گھر سے فاضل ہونے کو نکالا ہے۔ مولویون کو مناسب ہے کہ ہر ایک لڑکے کا چال چلن قبل اسکے کہ وہ مکتب مین داخل کیا جائے اچھی طرح تحقیق کرلین اور اگر اسکو داخل کرین تو شریر لڑکون کو اُسکی شر سے بچانے کے ذمہ دار ہون اور اگر اس ذمہ داری کو پسند نہین کرتے تو کبھی ایسے لڑکون کو مکتب مین نہ لین۔ مولوی عشق الدین نے بھی غلطی کی جیسا کہ ظاہر ہوگا اور طرہ یہ ہے کہ مولوی صاحب اس لڑکے کا قیافہ سمجھ گئے تھے مگر مکتب کے معمول کی طمع سے بٹھا ہی لیا۔

اس قول سے ظاہر ہے کہ طرار کے دل مین مولوی کی وقعت بالکل نہین ہے اسکو استادون سے چھیڑنا تو آگیا ہے مگر صحبت کرنا اُسنے نہ سیکھا ہے نہ اُسے آتا ہے

موٹی موٹی لفظین (معقول و منقول معمول کمینے ملانون کی قرأت کے ساتھ) بولنے سے یہ فائدہ ہے جہلا مین وقار بڑھے۔ مکتب کا معمول ماہواری کے دو چار آنہ جمعرات کا پیسہ عیدی ایک آنہ۔ اس سے زیادہ کی امید خونخوار ایسے کم حیثیت سپاہی سے مولوی کو نہین ہوسکتی خونخوار خان بیچارہ مولوی صاحب کو نہایت با خدا سمجھتا ہے ایسے مولوی اُسکے دادا کے وقت مین ہون تو ہون اس زمانے مین بہت ہی کم ہین۔

ثواب اور عذاب کے مسئلے کو مولوی صاحب خونخوار خان سے بہت اچھی طرح سمجھتے ہین مگر اوسپر عمل کرنا اُنکے نزدیک ایسا ہی لغو ہے جیسا کہ وہ خونخوار کو سمجھتے ہون گے فاعتبروا یا اولی الابصار ۱۲ منہ

خوشخوار خان — نہ خدمت مین ہرگز کرونگا کمی — مین چیلا ہونگا حضور آپکی

مولوی (مطمئن ہوکر) زیادہ تردد نہ فرمائیے — بس اب آپ تشریف لیجائیے

(خوشخوار خان جاتا ہے)

مولوی (طرار سے مخاطب ہوکر) بہت تم ہو بد ذات کیون لے اچپا

طرار (مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر چپکے سے) بھلا تم سے کس نے کہا ہے چچا

مولوی (یہ سنکے نہایت غصہ مین) اسے دونگا تجکو بہت گوشمال — طمانچون سے منھ تیرا کردونگا لال

چچا کیون کہا تو نے بے تو بتا

طرار (سہم کر چپکے سے) نہ تھا قافیہ کوئی اس کے سوا

مولوی (تعجب سے) تجھے قافیہ مین بھی ہے دخل ہے

طرار (سبق یاد کرنیکے لہجہ مین ✝) الف سے بھلا پہلے کیسی ہے سبے

مولوی بجا تم تو میرے بھی اُستاد ہو

طرار (دل مین) تو کیا اسمین کچھ شک بھی ہو آپکو

پڑھائے ہین مینے کئی مولوی — بنائے ہین مینے کئی مولوی

مولوی (لڑکون سے) حقیقت مین یہ ہے بڑا بدنہاد — ذرا دیکھنا اسکی عقل فساد

زہرہ ڈومنی اپنی چھوکری خیلا کو مکتب مین لیکے آتی ہے

زہرہ (کسیقدر تبسم کیساتھ) مری عرض سن لیجئے اخوندجی — یہ زہرہ ہے مجرے کو حاضر ہوئی

یہ ہے چھوکری میری خانہ خراب — دیا ہے اسے مینے خیلا خطاب

(کسیقدر غرور کے لہجہ مین جسمین کچھ طنز بھی پیدا ہو) یہ چونڈے پہ میرے کرم کیجیے — ذرا اسکو شدبد پڑھا دیجیے

یہ علامہ ہر بات مین طاق ہے — ابھی سے ہر اک فن مین مشاق ہے

اگر چلبلا پن کرے کچھ یہان — تو ماروا سے شوق سے پھیان

یہ آوارہ لونڈون مین ہوتی نپاے — ذرا مفت جوبن کو کھونے نہ پائے

کسی طرح کی مجھ مین وسعت نہین

مولوی (دل مین) پڑھانے کی بھی ہمکو فرصت نہین

(زہرہ سے مخاطب ہوکر) اجی واہ زہرا یہ کیا بات ہے — مگر اسمین اتنی ذرا بات ہے

ستہ بہلا کا الف ا زبر بے کی ہی کو ذرا اٹھا کر کہنے سے لڑکون کے سبق یاد کرنے کا لہجہ ہوجائیگا ۱۲ منہ

ستہ قصد شاعر زہرہ اور مولوی کی گفتگو سے اس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہو کہ مولف کو اس ملک کے نظام معاشرت مین کس درجہ ملال ۱۲

شریفون کی اولاد پڑھتی ہے یان — خلاف اُنکے گذرے گا یہ بے گمان
یہ ذمہ مرا آپ اسکو پڑھائین — کسی کا خطر اپنے دل مین نہ لائین
بزرگون سے ان سبکے ہون آشنا — کرین گے بھلا عذر اسمین وہ کیا

(لیلی کی طرف اشارہ کرکے) یہ لیلےٰ جو بیٹھی ہین صاحب تمیز — پدر کا ہی نام اسکے عبد العزیز

(قیس کی طرف اشارہ کرکے) بڑے بھائی ہین اُنکے سردار قوم — یہ بیٹے ہین قیس اُنکے سالار قوم

سدا ان امیرون مین جاتی ہون مین — لڑکپن سے گاتی بجاتی ہون مین
(طرار کی طرف اشارہ کرکے) موا یہ جو لڑکا ہے دربان کا — مرے پاس باپ اسکا نوکر رہا

طرار (دل مین) یہ کہتی نہین ہے مرا آشنا — حقیقت مین وہ ہی ترا آشنا

زہرہ (مولوی سے) پڑھائین اگر آپ اسے غور سے — مین خدمت کو حاضر ہون ہر طور سے
(ایک اشرفی دکھاکر) یہ لونڈی کا نذرانہ ہووے قبول

مولوی (دل مین) ہوئی اشرفی مفت مین اک وصول
(زہرہ سے مخاطب ہوکر) فقط تھا اسی بات کا کچھ خیال — دگر نوکرون عذر مین کیا مجال
پڑھاونگا خوب اسکو علم و ادب — کہ خدمت کو حاضر ہون مین روز و شب

زہرہ (ہنسکے) یہ کہتی ہے بندی ابھی صاف صاف — اسے شب کی خدمت سے رکھیو معاف
سر شام آتے ہین استاد جی — وہ کرتے ہین تعلیم اسے موسقی

مولوی (قرات سے لاحول پڑھکے) ہنسی کا یہ موقعہ یہ صحبت نہین — یہ لڑکون کا مکتب ہے خلوت نہین

زہرہ (قہقہہ مارکے) یہ کیا آپ نے مولوی جی کہا — نہین عشق کے واسطے کوئی جا

مولوی (متبسم ہوکے) مین سنتا تھا تمکو کہ ہو خوش مذاق — ملین آج بارے ہے یہ اتفاق

طرار (دل مین) یہ کتنے نہین روز بجاتے ہین ہم — ہمیشہ مجیرے بجاتے ہین ہم

(زہرہ جاتی ہے)

مولوی. ہوا ان بکھیڑون مین یہ دن تمام — بس اب جاؤ لڑکو کہ ہے وقت شام

قیس (دل مین) اے معلم ابھی نہ دے رخصت — اور جی بھر کے دیکھ لین صورت

ثلہ صنف کلام مطلع بحر خفیف وافی مخبون مسکن محذوف وزن فاعلاتن مفاعلن فعلن۔ قصد شاعر۔ اسس تمام صحبت کا اس شخص کے دل پر کیسا اثر ہوا جس کا خیال ایکسا ہی طرف متوجہ رہا

سین ۳ - سر راہ

مجنون

دلا کوئی دلربا ہیں نہ جا | نہ مل یار سنگدل سے نہ مل
الم ہجر درد غم ہے ستم | خدارا مجھے بلا سے بچا
نہ کر تو پھیر ادھر سے نظر | بلا ہے بلا وہ زلف رسا
نہ دے غم مجھے خدا کے لیے

سین (۴) خوابگاہ قیس

پہلی شب فرقت۔ نالہ وزاری بیقراری

قیس

یا الٰہی شب فرقت کی سحر ہو کہ نہو | مجھپہ بھاری ہے یہ شب کیونکہ بسر ہو کہ نہو
درد فرقت سے مری دم پہ بنی ہائے غضب | اسکو کچھ میرے تڑپنے کی خبر ہو کہ نہو
نالے کرنے دے مجھے ہجر میں اے بے اثری | دلکی حسرت تو نکل جائے اثر ہو کہ نہو
ہم تو دیکھا کیے کل پیار کی نظر دلسوز | اب خدا جانے ادھر انکی نظر ہو کہ نہو
ہدف تیر نگہ ہیں جگر و دل دونوں | درد دل ہو کہ نہو درد جگر ہو کہ نہو
اب تو سب کچھ ہے ہوئی دل کا گیا ہی سودا | نفع کچھ ہو کہ نہو اسمیں ضرر ہو کہ نہو
کل بھی اے دل پیچھے لیلیٰ بیٹھیگے ہم یار کے پاس | نذر دینگے اسے منظور نظر ہو کہ نہو

سین (۵) مکتب خانہ

قیس و لیلیٰ کا دوبارہ دوچار ہونا

قیس (دل میں) اللہ نے پھر آج وہی شکل دکھائی | پھر ہمکو وہی چاند سی صورت نظر آئی
لیلیٰ (دل میں) وہ چشم وہ ابرو وہ اشارا نظر آیا | تو آج بھی ہمکو وہی پیارا نظر آیا
مولوی (لڑکوں سے) اب وقت سبق ہے آؤ لڑکو | سب اپنا سبق سناؤ لڑکو

---

۱۴ صنعت کلام۔ ابیات مثل مسمط چار خانہ۔ بحر پارسی یا ربع با چار راہ وزن۔ مفاعیل فاع لات فعل۔ ایکبار۔ ... اظہار اس امر کا کہ مجنون لیلے کو دل دینے میں پس وپیش کرتا ہے۔ اسکی حالت تردد کہتے ہیں ۱۲

۱۳ صنعت کلام غزل بحر رمل ثانی مجنون محذوف وزن فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن۔ دوبار۔ رکن آخر (فعلن) بعض مصرعوں میں مسکن (بہ سکون عین) لیا گیا ہے ۱۲

۱۶ دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۰ صنعت کلام شعر غزل۔

۱۵ دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۲ صنعت کلام مطلع۔

صنعت کلام۔ بیت بحر ہزج مخرب اخرب مقبوض محذوف وزن۔ مفعول مفاعلن فعولن دوبار۔

لیلی (معشوقانہ انداز سے)

الف ہی اک انوکھا حرف اسی اپنی دوا سمجھے — ہمارے پاس کیا ہیں بی بی کیوں ہم اسکو کیا سمجھو
تغافل تے سے اور ثے سے ثابت ہی ثواب اسکا — جو سمجھی جیم سے جلوہ تو حے سے ہم حیا سمجھے
ہوئی خے دال سے اور ذال سے ہم خود نما ایسی — کہ دیوانوں کی ذلت اور رسوائی روا سمجھے
ہوا یہ زا و سین و شین سے اور صاد سے حاصل — کہ زیب و رسادگی اور شرم کو صبر آزما سمجھے
کھلا یہ ضاد و طا و ظا و عین و غین سے مضموں — ضیا طلعت کی سمجھی ظلم و عشوہ غمزہ فزا سمجھے
ہوا یہ فا و قاف و کاف و لام و میم سے روشن — فریب قتل سمجھا اور کرشمہ لقا سمجھے
یہ نون و واو و ہا و یا سے ہم مطلب سمجھتی ہیں — کہ ناز و وصل سمجھو اپنی کو یوسف لقا سمجھے

مجنون (عاشقانہ طرز سے)

الف سے ابتدا ہے الفت اہل وفا سمجھے — اسیکو ابتدا سمجھے اسیکو انتہا سمجھے
نہ سمجھی بے سے کچھ ہم پر تو البیکن بلا سمجھو — بُری ہی ہے بیوفائی عشق میں اسکو برا سمجھے
نہ سمجھی تے سے ہم تفتہ جگر تا بہ یک دل لیکن — کیا قتل تیغ تیز ہی اسکو ہم ترک وفا سمجھے
یہ ہی ثے کا اشارہ عشق میں ثابت قدم رہنا — نہ سمجھی جیم سے ہم کچھ مگر جور و جفا سمجھے
ہوئی حے سے عیاں حیرت کہ جب ہی حشر و حسن رہا — ہوئی خے سے خرابی خود نمائی سے خطا سمجھے
دل دیوانہ سمجھا دال سے اک درد کا پہلو — نہ سمجھی ذرد کو ہم کچھ مگر دلگی درد لب سمجھے
جو ذلت ذال سے سمجھو تو رے سے سمجھو رنجوری — نہ سمجھی زے کو لیکن زخم اور رحمت فزا سمجھے
ستم ہی سین سے سودا شین سے شور و شغب بالکل — جو سمجھی صاد صحرا کو تو ہم صبر آزما سمجھے
ضلالت ضاد سے سمجھے کسی سے طریق گردن کا — نہیں ہے طوے لیکن ظلم اسی ظلمت نما سمجھے
اگر ہے عین سے عشق تو ہے غین غم سے — جو فے کو ہم فنا تو قاف کو دیتی قضا سمجھے
نہیں ہے کاف جز کاکل نہیں ہے لام جز لیلے — کبھی لب اسکو سمجھے اور کبھی لطف رسا سمجھے
ملا ہے میم سے مرنا اور ہے نون ناکامی — وفا کو واو سے اور ہے سے ہم یاس ہوا سمجھے
یہ حرف یا جو ہے دو بار نام یار میں آیا — نہ سمجھے اسکو ہم انو ندی تلاوتا سمجھے

مولوی خوب سمجھے۔ میاں طرار تم تو ذرا اپنا سبق سناؤ اور تیزی طبع کے جوہر دکھاؤ۔

طرار بتا دیں ہم الف بے سے جو سمجھا اچھا برا سمجھو — بھلائی کو برا سمجھے برائی کو بھلا سمجھے

مولوی چپ چپ خاموش خاموش۔ بی خیلا صاحب آپ کیا سمجھیں۔

خیلا (اٹک اٹک کر) الف سے اپنی آنکھوں کی قسم میں آشنا سمجھی — اور اس بے سے جو بے ذرسیوں تو پھر بالکل بلا سمجھی

دیکھو حاشیہ گذشتہ قصد شاعر- اظہار وضع طرار۔

دیکھو حاشیہ گذشتہ قصد شاعر- اظہار وضع خیلا- یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ مولوی کو لیلے اور مجنون اور طرار اور خیلا کے وضع اور ارادہ کے سمجھنے کا بہت اچھا موقع حاصل تھا مگر پھر بھی وہ اس پر متنبہ نہوا- یا وہ متنبہ ہوا تو اس نے اپنے فرض کے پورا کرنے میں کمی کی- اس شعر کی ردیف میں یاے مجہول کو عمداً یاے معروف سے بدل دیا ہے

مولوی (کھیلا سے مخاطب ہوکر) خوب سمجھیں

(سب لڑکوں سے) غذا کو نہیں اب کچھ مرا کام — میں ٹھیرجاتا ہوں ہے یہ وقت آرام

نہ ہونے پائے مکتب میں شرارت — سبق تم یاد کرنا با فراغت

جو بھولے کوئی تو اسکو بتانا — جو تم میں ہیں نئے اُن کو پڑھانا

کریں سب تختیاں ہو دا کو رحمت — الف بے کوئی لکھے کوئی با بت

(مولوی صاحب یہ کہکے جاتے ہیں میان طرار کسی بہانہ سے علیحدہ آتے ہیں)

طرار گئے اخوند جی ہے وقت مہلت — بس اب مکتب سے میں ہوجاؤں چمپت

لڑکے (طرار کے پیچھے دوڑ کے) کہاں جاتا ہے لے طرار فرار — ترے سر پہ ہم آپہونچے خبردار

کھیلا (تھوڑی دور جاکے پھر آتی ہے)

(دل میں) گئے طرار کو سب تو پکڑنے — گریہ قیس و لیلیٰ کیوں نہ آ کے

جو کچھ آپس میں یہ باتیں کریں اب — یہاں ہم کھڑے ہو کر سنیں سب

لیلیٰ (خوب ہلا ہلا کر) الف اللہ کی نشانی ہے — بندگی اُسکی بے سے جانی ہے

مجنون کتاب دیکھ چکیں۔ اب ذرا ادھر دیکھو — حجاب دور ہوا ہے تو اک نظر دیکھو

کسی کا خون نہ کرے یہ نگاہ بے پروا — کسی کی جان نہ لے چشم فتنہ گر دیکھو

لگا نہ بادِ ہوائی نہ تیر نظروں کے — نشانہ تاک کے میرا دل و جگر دیکھو

کسی کے دم پہ بنی ہے یہ ہیرنی کب تک — خدا کے واسطے لیلیٰ ذرا ادھر دیکھو

لیلیٰ کوئی بتائے کہ ہم کیوں بھلا اُدھر دیکھیں — بلا کو اپنی غرض کیا جو اک نظر دیکھیں

---

۲۲ صنف کلام۔ مثنوی (دو مرقعے) بحر ہزج مجہر و مقصور یا محذوف مفاعیلن مفاعیلن فعولان دو بار۔ یا بجائے فعولان کے فعولن قصد شاعر۔ اظہار غلطی مولوی جہاں اس قسم کے لڑکے پڑھتے ہوں اُنکی زیادہ حفاظت چاہیئے نہ یہ کہ مولوی مکتب کو اُن کی شرارت کے سپرد کرکے خود آرام میں مشغول ہو۔ ایسی غلطیاں ہمارے دیسی مکتبوں میں بہت ہوا کرتی ہیں اور اسکی اصلاح کی طرف نظر کرنا ان لوگوں کا فرض ہے جنکی پیارے بچے ان مکتبوں میں تعلیم پاتے ہیں ۱۲

۲۳ صنف کلام۔ مطلع بحر خفیف وافی مجنون مسکن محذوف۔ وزن فاعلاتن مفاعلن فعلن دو بار۔ قصد شاعر۔ اظہار کیفیت شرم جو ایسے موقع پہ طاری ہوتی ہے اور سکوت تھا۔ اس کیفیت کا ادا کرنا ایک عمدہ ایکٹر کا کام ہے شاعر نے صرف اس حالت کی طرف متوجہ کردیا ہے ۱۲

۲۴ صنف کلام غزل مسلسل (یا مرقعے یا خطابی) بحر مجتث وافی مجنون مشعث محذوف۔ وزن۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن دو بار۔ قصد شاعر۔ اظہار عشق و تمنا۔

۲۵ دیکھو حاشیہ گذشتہ قصد شاعر۔ اظہار انداز شوقانہ حجاب کے ساتھ۔ لیلیٰ نے انداز معشوقانہ سے عاشقی کی ادا بھی نکلتی ہے اور یہ مصرعہ اسپر شاہد ہے "جو کچھ ہی ہو تو کسی کا دل و جگر دیکھیں" لیلیٰ کو اپنی رسوائی کا بھی حد سے زیادہ خیال ہے اور ایک شریف زادی کو ہونا چاہیئے ۱۲ منہ

یہ تیر کیا یہ نظر کیا نہیں سمجھتے ہم — جو کچھ بھی ہو تو کسی کا دل و جگر دیکھیں
یہ چھیڑ چھاڑ کی باتیں ہمیں نہیں بھاتیں — ہے جہاں تک ہو نفرت ہمیں کد [illegible] دیکھیں
(طنز یہ التجا کر کے دست بستہ) نہ ایسی باتیں زباں پر ہمیں آئیں کبھی — خدا کے واسطے صاحب ادھر دیکھیں

مجنون نگاہ قہر سہی دیکھ تو لیا تم نے — ہمارے جذبۂ دل کا ذرا اثر دیکھو
لیلیٰ (کھسیانی ہو کے) یہ تمنے خوب کہی خیر جو ہوا سو ہوا — قسم لو ہمسے جواب تمکو عمر بھر دیکھیں

(خیلا آتی ہی)

خیلا (قیس سے مخاطب ہو کے) یہ کیسی باتیں ہیں صاحب ذرا ادھر دیکھو — تمام شہر میں کر دونگی میں خبر دیکھو
(لیلیٰ سے مخاطب ہو کر) تمہاری بات میں کہتی ہوں جا کے اے لیلیٰ — نہ آنے پاؤ گی مکتب میں عمر بھر دیکھو
(دل میں) سمجھ کے لائی تجھے میں بری پھنسیگا تجھ سے — فدا وہ دلسے ہوا اس پہ پہ پہ پہ دیکھو

(لڑکے سب طرار آتے ہیں)

طرار (سب لڑکوں سے مخاطب ہو کر) امیر زادیاں جب مفت میں کریں بابی — تو ہم غریبوں کی ہو کسطرح بسر دیکھو
(خیلا سے) جو باتیں کرتی ہیں آپس میں قیس اور لیلیٰ — تمھیں ملال ہی کس بات کا
(اپنی طرف اشارہ کر کے) ادھر دیکھو

سین (۲) محلسرائے عبد العزیز

کمرہ نشست اور پلنگ

(زہرہ آتی ہی)

زہرہ (لیلیٰ سے مخاطب ہو کر) مجھسے ادا ہو مرا قبول بیگم — ہون مطلب حصول بیگم
بیگم زہرہ کدہر آئیں کیا خبر ہے — نسبت کوئی لائیں کیا خبر ہے
زہرہ نسبت کا نہ پوچھو حال بیگم — کس کو نہیں یہ ملال بیگم
اسوقت کے سب امیر زادے — شہزادے ہوں یا وزیر زادے

---

۵ دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۴ قصد شاعر اظہار رشک و حسد۔

۵ دیکھو حاشیہ بالا قصد شاعر اظہار مدعا سے دل بے حجابانہ اور انکو ظرافت کے پیرائے میں ٹالنا

۵ صنعت کلام مثنوی مرقع بحر ہزج مخبر اخرب مقبوض مقصور یا محذوف۔ وزن مفعول مفاعلن فعولن یا فعولان مدعا شاعر اظہار طرز معاشرت (بعض) مسلمانان اہل اسلام اگر زہرہ ڈومنی ہے تو اسکی آمد و رفت زنانہ میں قابل اعتراض نہیں بلکہ کیونکہ [illegible]

آوارہ مزاج ہو گئے ہین مفلس محتاج ہو گئے ہین
ورثے کی امید پر جو لین قرض جورو کا ادا کرین گے کیا فرض
مرنا ماں باپ کا جو چاہین بی بی سے موے وہ کیا نباہین
اللہ کا ڈر نہین ہے ان کو کچھ خوف و خطر نہین ہے
جلسوں مین شراب پیکے جانا میلے ٹھیلون مین غل مچانا
اچھے لوگون سے ان کو نفرت شہدے لُچّون سے انکو صحبت
سیکھے کوئی نوج انکا شیوہ ہے گالی گلوچ انکا شیوہ
تاکین جو رنڈیوں کا کوٹھا کیا ان سے کسی کو ہو گا
کچھ شرم انھین نہ کچھ حیا ہے پھر ان سے کہو امید کیا ہے

بیگم

زہرہ سچ کہتی ہے تو بالکل اس گھر کا چراغ ہی ہوا گل
وہ قیس جو ہے مرا بھتیجا وہ بچھڑا ہوا ہے
اب کیا کہوں فخر خاندان ہے یون تو وہ جگر ہے میری جان
اطوار برے ہین اس کے زہرہ آثار بُرے ہین اس کے
کس ناز و نیاز سے پلے ہین اپنی اماں کے لاڈلے ہین
کہتی نہین ہین یہ کچھ ہنسی سے خدمت مین لونڈیان ابھی سے
ہر چند نہین یہ کہنے کی بات کیا منہ سے کہون کہو ہی بات
دن رات ہے انسے پیار اخلاص اک بات ہی انسے پیار اخلاص
یہ لاڈ کبھی سُنے نہ دیکھے یہ کھیل تو کھیلتے نہ دیکھے
یون ناز اٹھائین جبکہ ماں باپ بچے ہوں خراب آپ سے آپ

زہرہ

کیا بات کہی ہے واہ بیگم ہاں بات یہی ہے واہ بیگم
لیکن اک بات پوچھتی ہوں تقصیر معاف ہو تو پوچھوں
دانا ہو کر بنی ہو نادان صاحب زادی کا کچھ نہین دھیان
ہر چند کہ ہین ابھی وہ کم سن مکتب مین بھی جا نہیں دن
نکلی کمبخت بات مین بات اور بات بھی وہ جو ہے خرافات
مکتب بھی وہ جسمین تہیں جا یئن مشتق الدین جہان پڑھایئن
اول تو بُڈھا او وہ مولوی ہے دیہاتی گنوار وہ مولوی ہے
باتوں کا نہین جسے سلیقہ کیا جانے پڑھانے کا طریقہ
اب آگے نہ کچھ کہے گی بندی عاقل کو ہے اشارہ کافی
[illegible]

حرمت کا بھی کچھ تمھین نہین ڈر — بن بیاہی کو بھیجتی ہو باہر
زہرہ سچ کہتی ہی تو بے شک — مجکو نہ تھا اسکا دھیان ابتک
لیلےٰ خیر آج تو گئی ہین — اب جانے نہ دونگی حشر تک مین
پڑھنے کا بہت ہی ذوق اُسکو — ہے شعر و سخن سے شوق اسکو
آ تو رکھے ہی رہن گی کوئی گھر پہ — اب جانے نہ دونگی اسکو باہر

(زہرہ جاتی ہے لیلےٰ آتی ہی)

بیگم لیلےٰ مکتب مین اب نہ جانا — منظور نہین مجھے پڑھانا

لیلےٰ (ماں سے مخاطب ہو کر) جو آپ کہین وہی ہے بہتر
(دل مین) ہر چند کہ ہو وہ شاق دل پر

سین (۷) خوابگاہ لیلےٰ

لیلےٰ [۲۹] قیس پیارے اب ترا ملنا مجھے دشوار ہی — باپ ماں کی قید مین لیلیٰ بہت ناچار ہی
کہتی تھین اماں تری نسبت کو آئی ہین پیام — اب کہوں کس سے کہ شادی سے مجھے انکار ہی
یا الٰہی قیس کے ساتھ آئی نسبت کا پیام — پھر نہ امّان عذر رہے مجھکو نہ کچھ تکرار ہی
زہر کھا لیتی نہ ہوتی گر ترے ملنے کی آس — اندنون کچھ زندگی سے بھی مرا [illegible] ہی
ہائے رہ رہ کے کلیجے مین مرے اُٹھتا ہی درد — عشق کہتی ہین جسے کیا وہ یہی آزار ہے

سین (۸) مکتب خانہ

(قیس مکتب مین آتا ہی لیلےٰ کو نہ دیکھکر گھبراتا ہے)

قیس (دل مین) [۳۰] اے چرخ ستم پیشہ یہ کیا چال ہی تیری — مکتب مین نہ کیوں آج وہ [illegible] آئی
لے قیس کہو تن ہی کہان جان کدہر ہے — مکتب مین تو بیٹھے ہو مگر دھیان کدہر ہے

اخوند (قیس کے پاس جا کر) کیوں تو یہ کیا ڈھنگ ہی تجھے ہین سبق یاد ہو
(دھمکا کے) بے مار کی توبہ!
(طمانچہ مار کے) چلو اب خوب یاد رہ لو

قیس [۳۱] گریہ بے اختیار۔

۲۹؎ صنعت کلام غزل مسلسل بحر رمل وافی محذوف وزن۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار قصد شاعر اظہار حالت [illegible] عشق۔
بقایا دیکھو حاشیہ
۳۱؎ وزن ایضاً بہ تبدیل زحافات صنعت کلام ابیات۔

قیس (دل مین) ہمنے تو کھائی تھی کبھی سیلی اُستاد — اے حضرتِ عشق آج یہ پہلی ہوئی اُفتاد

طرار اخوند جی صاحب خبر اسکی تمہین کیا ہے — لیلی نہین کہین وہین دل انکا لگا ہے

خیلا (مجنون سے) ہم سنتے ہین پردے مین بٹھائی گئین لیلی — تا حشر تو مکتب مین اب آتی نہین لیلی

اخوند تو آج کھلا واہ بڑا کام کروگے — کیا قصد ہے صاحب بھی بدنام کروگے

آوارہ مزاجون کا پڑھانا نہین اچھا — بس جائیے یان آپ کا آنا نہین اچھا

قیس (دل مین) مکتب سے نکالی گئی اب منھ کسے دکھلائین — اے حضرتِ دل آؤ کہین اور نکل جائین

سین (۸) در مکتب

حضرتِ دل کہو اب کیا آپکا ارشاد ہے — آپکے قابو مین اب یہ بندۂ آزاد ہے

پھر چلون مکتب کو یا فرمائیے گھر کو چلون — باپ کا ڈر ہے وہان یان سیلیِ استاد ہے

شوق کہتا ہے کہ چلیے کوچۂ لیلی کی طرف — گو کہ یہ بھی مرادِ خاطرِ ناشاد ہے

اپنی رسوائی کا ڈر ہے اسکی بدنامی کا خوف — بدگمانی ہو وہان اور خنجرِ بیداد ہے

میکدے کو چلیے گر ہو بیخودی کی آرزو — بتکدے کو چلیے گر اُس بت کی جی مین یاد ہے

کوچہ گردی ہو اگر ہو سنگِ طفلان کی ہوس — سیرِ گلشن ہو جو ذوقِ نالہ و فریاد ہے

چلیے صحرا کو جو ہو سناٹا یہ ہوگا پسند — چلیے زندان کو جو شوقِ زیورِ فولاد ہے

(پردہ گرتا ہے)

ایکٹ سوم

سین (۱) دیوان خانہ

عبداللہ (دل مین) کیا ہوا قیس اب تک نہ آیا — اس مین اسرار کیا ہے خدایا

(نوکرون سے) کوئی اخوند کے پاس جاے — کیا سبب ہے ذرا پوچھ آے

(ایک ملازم طرار کو لیکے حاضر ہوتا ہے)

صنف کلام غزل مسلسل (مرثیے یا خطابی یہان خطاب نفس یا دل سے) قصد شاعر۔ اظہار حالت انتشار۔ ایک بڑی بات کا قصد تو کر لیا ہے مگر انجام دینے مین جو مشکلات درپیش ہین اُن پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے طبیعت کوشش کرتی ہے ایسی حالت بیشتر اسوقت طاری ہوتی ہے جبکہ انسان کسی امر عظیم کے اقدام کا قصد کرے مثلاً خودکشی یا قتل عمد ۱۲

مجنون ابھی کم سن ہے اُسکو گھر سے بھاگنا نہایت دشوار ہے۔ مانا کہ اسکو مکتب سے نکالے جانے کی بڑی شرم ہے وحشت عشق اوسے بھی نشہ دے رہی ہے مگر پہلے پہل گھر سے نکلنا بھی آسان نہین ہے۔

صنف کلام مثنوی (خطابی) بحر متدارک واقی احذ وزن۔ فاعلن فاعلن فاعلن فع قصد شاعر۔ اظہار تشویش۔

ملازم — یہ جو لڑکا ہے طرار نام ہے — یہ بھی پڑہتا ہے مکتب مین اُنکے
آپ سے کچھ کہا چاہتا ہے

عبداللہ — ہان بتا جلد کیا چاہتا ہے

طرار — مجکو بہیجا ہی اخوند جی نے — اور کہا ہی یہ کہدینا ان سے
قیس نے کی تھی یان کچھ شرارت — اسلیے حسب ارشاد حضرت
مین نے اک انکو مارا طمانچا — اسپہ کچھ اُنکو آیا جو تہا
چلدیے اُٹھکے مکتب سے گہرکو — اسپہ لازم ہی تنبیہہ کچھ ہو
رعب میرا نہین مانتے وہ — مجکو اصلا نہین مانتے وہ
ورنہ اُن کا پڑہانا ہے مشکل — اُن کا مکتب مین لگتا نہین دل

عبداللہ — شوق سے وہ تو جاتا تھا مکتب — کیا سبب دل نہ لگنے کا ہی اب

طرار — اسکا حال آپ پوچھین نہ مجھسے

عبداللہ — سچ بتا پوچھتا ہون مین تجھسے

طرار — وہ نہین گے تو مارین گے مجکو

عبداللہ — مار کا اُسکے کیا ڈر ہے تجھکو
پوچھتا ہون مین تجھسے خبردار — سچ بتا ورنہ تو جان طرار

طرار — خبر سن لیجیے یہ حال حضرت — انکو لیلی سے تھی کچھ محبت
پیار اخلاص ہوتے تھے دنبہر — چھپ کے جاتے یہ اُنکے گھر پر
گذرے ان باتون کو دو مہینے — کہدیا اُنکی مان سے کسی نے
سنتے ہین وہ نہ آئین گی مکتب — جی لگے انکا مکتب مین کیون اب

عبداللہ — چل بے چل دور ہو تو یہان سے — اب نہ نکلے کبھی یہ زبان سے
(دل مین) اچھی صورت پہ ہے قیس مائل — کیا عجب ہی جو یہ سچ ہوا ہو دل

سین (۴) کوچہ و بازار دشت و کوہسار

(عبداللہ قیس کو تلاش کرتا ہی)

عبداللہ — کیا ہوا قیس[1] پیارا ہمارا — کیا ہوا وہ دلارا ہمارا
(مجنون کے تصور سے مخاطب ہوکر) گھر مین آسے نہ مکتب سے پھرکر — غم ہوا کیون گوارا ہمارا
(آسمان سے مخاطب ہوکر) اے فلک تو ہی بتلادے ہمکو — کیا ہوا ماہ پارا ہمارا

---

[1] صنعت کلام غزل مسلسل (خطابی) بحر و وزن کے لیے دیکہو حاشیہ صفحہ ۲۸ قصہ شاعرانہ اظہار محبت پدری۔

ایک راہگیر عبداللہ

(مجنون کو تفقد سے مخاطب ہوکر)

باپ کہتا کہاں جاکے ڈھونڈے — کیا ہوا وہ ستارا ہمارا
زیست اپنی ہی بس اسکے دم تک — ہے وہی ایک سہارا ہمارا
تم ادھر ہم ادھر گھر سے نکلے — گھر ہی بگڑا تمہارا ہمارا
لو قسم ہم سے گر کچھ کہین ہم — مانو کہنا خدارا ہمارا
دیکھ لو وہ ہو تیرا بیٹا — وہ پسر ہے ہمارا ہمارا

(مجنون سے مخاطب ہوکر)

سلہ تیرا کیا حال ہے جانِ بابا — کیا برا حال ہے جانِ بابا
کیون خفا ہو گئے ہم سے بیٹا — کیون جدا ہو گئے ہم سے بیٹا
کیا جنون تیرے سر مین سمایا — باپ مان کا نہ کچھ دھیان آیا
تجھے تھا زندگی کا سہارا — تو نے کیون جیتے جی ہمکو مارا
یہ سمائی تیرے دل مین کیسی — کیا مصیبت پڑی تجھپہ ایسی
رنگ چہرے کا ہی زعفرانی — جو کبھی آگے تھا ارغوانی
پیرہن چاک ہے تا بہ دامن — پاؤن پر خاک ہو تا بہ دامن
آہ و زاری ہے اور بیقراری — سینہ کوبی ہے اور اشکباری
آہ جنگل مین پایا نہین کچھ — تو نے کے دن سے کہا نہین کچھ
ہم نے مانا کہ بیتاب تھا تو — رنج سے بیخور و خواب تھا تو
ہم سے کیا شرم تھی تجھکو ایسی — بیٹیان کہہ گذرتی ہین جی کی
دل ہی دل مین عجب رنج سہتا — اپنی ہمجولیون سے تو کہتا
کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرتے — ہم تو اکدن نہ تاخیر کرتے
میرے بھائی کی بیٹی ہے لیلی — ہر طرح تجھکو ہے وہ پہونچتی
کیا چچا تیرا انکار کرتا — بیٹی دینے مین تکرار کرتا
گھر ترا ہم تو آباد کرتے — کرکے شادی تجھے شاد کرتے

سلہ صنف کلام۔ مثنوی خطابی یا مرثیہ۔ بحر و وزن دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۹۔ قصد شاعر۔ اظہار محبت پدری عبداللہ کی طرف سے شرم و حجاب قیس کی طرف سے۔ عبداللہ اظہار کرتا ہے کہ جس مطلب کے لیے تو گھر سے نکلا وہ میرے امکان مین تھا قیس اپنے مطلب کی بات باپ کی زبانی سنکر اپنے ہی آنے سے پشیمان ہے۔ قیس اپنے باپ سے عشق لیلی کو اظہار نہین کرتا وہ جانتا ہے کہ باپ اس سے خود ہی واقف ہے پھر مین کیون بے شرم ہوکر اپنا جوش ظاہر کرون قیس صرف عفو تقصیر کا طالب ہے اور اپنے باپ کے ساتھ گھر چلنے پر بالکل راضی ہے۔ اسلیے کہ اسکو وصل محبوب کی امید دی گئی ہے۔

مجنون

مجھے بیشک ہوئی یہ حماقت — زندگی بھر رہیگی خجالت
گھر مین جانے کے قابل نہین ہین — منہ دکھانے کے قابل نہین ہین
حکم تعزیر فرمایئے اب — عفو تقصیر فرمایئے اب

عبداللہ

اس مین کیا تیری تقصیر پیارے — یہ بھی تھا حکم تقدیر پیارے
اس بڑھاپے مین یہ دکھ اٹھاؤن — ٹھوکرین کوہسارون مین کھاؤن
جو ہوا اُس پہ اب خاک ڈالو — ساتھ میرے چلو اپنے گھر کو
چل کے شادی رچاؤن تمھاری — اب دولھن بیاہ لاؤن تمھاری

سین (۳) دیوانخانہ عبدالعزیز پدر لیلے

(عبداللہ مجنون کے لیے لیلی کی خواستگاری کو جاتا ہے)

عبداللہ

مری التجا تم سنو چھوٹے بھیا — غلامی مین لو قیس کو چھوٹے بھیا
نہ اب قیس میرا نہ لیلی تمھاری — یہ بیٹا تمہارا وہ بیٹی ہماری
خدا نے دیا عمر بھر مین یہ بیٹا — جو سمجھو تو ہے سارے گھر مین بیٹا
یہی ہے ریاست کا مختار بھائی — یہی قوم عامر کا سردار بھائی

عبدالعزیز

بجا ہے یہ ارشاد اے بھائی صاحب — سوا اسکے اب کون ہی بھائی صاحب
یہ نسبت بہت روز سے دلنشین ہے — مگر کیا کرون میرا قابو نہین ہے
نہین مان کو لیلی کی منظور بھائی — اسی سے ہوا مین بھی مجبور بھائی
کئی بار یہ تذکرے آچکے ہین — ہر اک طرح سب اسکو سمجھا چکے ہین
نہین مانتی وہ کسی کا بھی کہنا — بس اب ہمین لازم ہے خاموش رہنا

عبداللہ

یہ تکرار تمکو مناسب نہین ہے — یہ انکار تمکو مناسب نہین ہے
یہ سمجھو کہ پاس قرابت بھی ہے کچھ — قرابت نہ سمجھو حمیت بھی ہے کچھ
بڑے بھائی کی التجا کو تو مانو — نہ مانو کسی کو خدا کو تو مانو
نہین ایسے بھابھی کی کہنے مین ہو تم — جو ہو بات دل مین وہ منہ سے کہو تم
اگر مہر پر کچھ ہو تکرار بھائی — تو ہر طرح سے ہون مین تیار بھائی
مرا مال و املاک دولت لکھا لو — مری جائداد و ریاست لکھا لو

عبدالعزیز

زیادہ نہ مجبور فرماؤ بھیا — نہین اُسکی مان کو یہ منظور اصلا
بغیر اُسکی مرضی کے ممکن نہین ہے — کسی طرح یہ مجھسے ممکن نہین ہے

س صنعت کلام مثنوی (خطابی) بحر متقارب وافی سالم وزن۔ فعولن فعولن فعولن فعولن دوبار۔ قصہ بشاعرہ ایک
[illegible]

نہ کچھ باغ سے ہمکو مطلب نہ گھر سے — نہ کچھ مال سے ہمکو مطلب نہ زر سے
کسی طرح بھی جو منظور ہوتا — تو کچھ مہر کا اسمین مذکور ہوتا

عبداللہ
نہ منظور ہونے کا آخر سبب کیا — وہ مطلب نہیں ہے تو پھر ہے طلب کیا
تو کچھ بھی برائی حسب اور نسب مین — لحاظ اسکا ہوتا ہے قوم عرب مین

عبدالعزیز
نہیں ذات مین بھی کسیطرح کم تم — کہ ہین ایک دادا کی اولاد ہم تم
نہیں کچھ حسب اور نسب مین برائی — کہ آخر جو تم ہو وہی ہم ہین بھائی

عبداللہ
کسی طرح کی سب نہیں ہے برائی — نہ یہ ہے نہ وہ ہے تو پھر کیا ہے بھائی
بس اب وجہ انکار تم صاف کہدو — جو آئی ہو دل مین اُسے منہ پہ رکھو
بھلا فائدہ کیا ہے اس گو مگو سے — مرادم الجھتا ہے اس گو مگو سے

عبدالعزیز
نہ کہوائیے صاف اب مجھسے حضرت — کہ یہ امر ہوگا خلاف طبیعت
اگر قیس کے ہوتے اطوار اچھے — دیا پائے جاتے کچھ آثار اچھے
بھتیجے کے ہوتے کسے بیٹی دیتا — نہیں کا کبھی نام بھی مین نہ لیتا
نہیں بات مین اُسکی سنجیدگی کچھ — طبیعت مین ہے اُسکی شوریدگی کچھ
کیا میری بیٹی کو رسوا یہ کیا تھا — مجھے تو کہین کا نہ رکھا یہ کیا تھا
یہ بیہودہ سودا جو سر مین سمایا — بزرگون کا بھی دھیان لین نہ آیا
چچا کی یہ حرمت ہے یہ بھی نہ سمجھا — گھرانے کی عزت ہے یہ بھی نہ سمجھا
سمجھیے اگر تو یہ صدمہ نہین کم — یہی تا بھتیجا تھا چپ ہو رہے ہم
ابھی سے جو یہ عاشقی کا مزا ہے — تو پھر آگے چلکر خدا ہی خدا ہے
یہ آوارگی ہو طبیعت مین جسکی — بھلا اُنکو کسطرح دے کوئی بیٹی

عبداللہ
عبث قیس سے تمکو ہے بدگمانی — مناسب نہیں ہے یہ نامہربانی
محبت بھی ہے کوئی تقصیر بھائی — اگر ہے تو کیا اُسکی تعذیر بھائی
محبت بھی وہ پاک ہو جو محبت — کہ بچپن کو ہوتی ہے ایسی ہی الفت

سین (۴) دیوان خانہ عبداللہ

(عبداللہ قیس کو خبر مایوسی سناتا ہے۔

عبداللہ
شعرہ ہائے کیا حال ہوا غم سے تمہارا اے قیس — دھیان لیلیٰ کا اب چھوڑو خدارا اے قیس
کتنا سمجھایا کیے ہم پدر لیلےٰ کو — پر نہیں مانتا کہنا وہ ہمارا اے قیس

شعرہ صنعت کلام تغزل خطابی۔ بحر رمل ثمانی مجنون مسکن مقصور یا محذوف۔ وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان دو بار اور رکن آخر جہان محذوف ہے فعلن۔ قصد شاعر۔ اظہار مایوسی کے ساتھ تسلی دینا۔

رحم ہی دل میں نہ کچھ خوف خدا ہی اسکو — ہی چچا کو مرا سب سے نہ گوارا بے قیس
چھوٹے بھائی نے نہ مانا مرا کہنا افسوس — مجھکو نہ چشمو نکی نظر وں سے اوتارا اے قیس
اسکی بیٹی یہ ہی کیا زور ہمارا بیٹا — تو تمہیں کہدو کہ کیا بس ہی ہمارا اے قیس
کیا کمی تمکو کہ ہین اور حسین ایک سے ایک — دہوم سے کرتے ہین اب بیاہ تمہارا اے قیس

قیس (عبداللہ سے مخاطب ہو کر)

تذکرہ اسکا نہ اب کیجیے آپ اے بابا — دل کو صدمہ نہ مری دیجیے آپ اے بابا
مجھکو شادی سے سروکار نہین ہی بالکل — نام ہی اسکا نہ اب لیجیے آپ اے بابا
رسم شادی کا تو آئین محبت مین نہین — ذکر اس بات کا کیا جو مری قسمت مین نہین
چھوڑ دو مجکو مرے حال پہ اب ہی بابا — تم یہ سمجھو کہ یہی تھی مرضی رب اے بابا
ایسے بیمار تو دیکھے نہین اچھے ہوتے — میری تقدیر مین ہی رنج و تعب اے بابا
مین وہ بیمار ہون جینے کی مری آس نہین — جز غم و یاس کوئی آس کوئی پاس نہین

(دل مین)

دم قدم سے مرے آباد ہے ویرانہ غم — میرے باعث سے ہوئی رونق کاشانہ غم
مجھکو شادی نہین منظور کہ غم دوست ہون — کوئی دن زیست کے ہین ہین ان دو فسانہ غم
ہان خوشی یہ ہی کہ میری اجل آنیکو ہی — اب تو کچھ دیر نہین آجکل آنیکو ہی

عبداللہ ملازم جاتا ہے۔ قیس کا دوبارہ صحرا کو چلے جانا۔

(دل مین)

شوق کہتا ہی کہ چل کوچہ جانا کی طرف — یاس کھینچے لیئے جاتی ہی بیابان کی طرف

(نہایت اضطراب مین)

کیسی آفت مین مقدر نے پھنسایا ہی مجھے

(گریبان پھاڑ کے)

ہاتھ کیونکر نہ بڑھے میرا گریبان کی طرف

(آہستہ آہستہ چلنا)

راستہ دشت کا اے وحشت دل تو ہی بتا — کسکے کہنے پہ چلون حسرت دل تو ہی بتا
راستہ تو ہی بتا دے مجھے حیرت دل — کوچہ یار مین لیچل تو ہی اے حسرت دل

(ذرا ٹھہر کے)

~~کیون نہ ہو پاس مجھے یار کی رسوائی کا~~ — ~~ترک کر دل سے خیال میرے رسوا ہونے کا~~

(پھر جلد جلد قدم اٹھا کر)

وادی نجد مین لیچل مجھے اے وحشت دل

اکثر آتی ہی وہان کوچہ لیلی کی ہوا — اور لیجائے کہان کوچہ لیلے کی ہوا

سین (۵) خواب گاہ لیلی

لیلے (آسمان کی طرف دیکھکے) ای فلک دل دکھاتا ہی ترا آہ — دیکھ ہمکو ستاتا ہی ترا آہ

ے صنف کلام۔ ترکیب بند بحر رمل وافی مجنون مسکن مقصور یا محذوف۔ وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن (یا فعلان)
دوبارہ قصہ۔ شاعر اظہار یاس و غم حجاب کے ساتھ۔

ے صنف کلام۔ غزل مسلسل بحر مشاکل وافی مکفوف مقصور۔ اور بعض مصرعون (مثلاً مصرعہ اول مطلع) مین رکن اول سالم لے لیا ہی یعنے فاع لاتن۔ وزن۔ فاعلات مفاعیل فعولان قصہ شاعر اظہار حالت ۱۳ ۔ نحو و محمد ۱۲

قیس کے وصل سے آج ہوئی یاس — عمر بھر کا چھڑانا ہے برا آہ
بگینہ تو رولاتا ہے مجھے ہائے — دیکھ ظالم یہ رولانا ہے برا آہ
(کف افسوس ملکے) دل پیکے پیچ میں آئی ہیں صد افسوس — آہ پیچ میں آنا ہے برا آہ
کیوں دیا دل یہ کیا قہر کیا ہائے — اب کہلا دل لگانا ہے برا آہ
غم کی آگ میں جلتی ہوں میں افسوس — مثل شمع
(آسمان کی طرف دیکھکے) جلانا ہے برا آہ
آہ رو بھی نہیں سکتے کہ ہیہات — رو ئیں کیونکر نہ رلانا ہے برا آہ

سین (۹) وادی نجد

مجنون (خود بخود) کوئی نہیں ہو دل کا اس پہ میں بہلا دیکر — کوئی اگر پہنچا ہی دی تو غیر اُٹھوا دے مجھے
ای دل طریق عشق میں کچھ بھی نہیں ہے آہ — جاؤں کہاں ڈھونڈوں کہ ہر راستہ بتلا دے مجھے
مدت سے کوئی نامہ بر آیا نہیں تشویش ہے — ہان اے صبا تو ہی ذرا اسکی خبر لا دے مجھے
(آسمان کی طرف دیکھکر) ای آسمان تو بتا ہی کیوں میری گرفتار یکو طول — زلف دراز یار میں اے کاش الجھا دے مجھے
کچھ اس سے حال دل کہوں تسکین دے دہ بیخبر کو — ہان ای تصور یار کی تصویر دکھلا دے مجھے

(نوفل سلطان روم کا مع بعض ارکین دولت کے وارد ہونا)

نوفل آؤ یہاں دیکھو ادہر ہی کون یہ خستہ جگر — ہی قوم جن سے یہ کوئی یا ہمسا ہی یہ یہی بشر
وزیر واقف ہو نہیں اس سے شہا ہی قیس عامری — لیلی امیر نجد کی لڑکی کا عاشق ہی یہی
دنیا و مافیہا کی کچھ شاہا نہیں اسکو خبر — تصویر یار آٹھوں پہر رکھتا ہی پیش نظر
نوفل کیا یہ وہی دیوانہ ہی کہتے ہیں مجنوں جسے — سنتے تھے ہم گر زد میں ہی کہیں یہ کیوں [illegible]
[illegible]
وزیر باتیں کسی سے یہ کبھی کرتا نہیں مدہوش ہے — ہی دور دلف کر ستم الفت کا اسمیں جوش ہے
نوفل (وزیر سے مخاطب ہو کر) مجکو بھی حسن عشق کی لاکھوں مسلے یاد ہیں — خوش ہو کے یہ باتیں کیں وہ ایسے بہائی یاد ہیں

ﻪ صنف کلام غزل بحر رجز واقی سالم ۔ وزن مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن ۔ در باد قصد شاعر ۔ براعت استہلال واقعہ آئندہ مجنون پر حالت مجذوبیت کا طریان ہے ۔ ایسی حالت میں (بنا بر مذہب اہل اشراق) قوت غائب بینی او پیشین گوئی کا ظہور ہوتا ہی ۔ ایسے امور کا تجربہ ہوا ہے اور اکثر ہوا ہے ۔ جو لوگ ان امور کے قائل نہیں ہیں (مثلاً اہل مادہ) اسکو اتفاق کے حوالے کرتے ہیں ۔ لیکن جو امر بار بار واقع ہوا ہو ہم حیران ہیں کہ اوسکو ہم (بنا بر استقرا) کسی قانون فطری کی طرف کیوں نہ منسوب کریں (دیکھو کتاب نائنٹینتھ سنچری آف نیچر و نیز کتاب ابرکرومبی ۔ انٹلکچول پاورس ۔

ﻪ صنف کلام ابیات (خطابی یا مرتعی) بحر و وزن مثل غزل گذشتہ قصد شاعر نوفل پر حالت رحم طاری ہونی ۔ وزیر کو خوشامد کسی نہ کسی پیرایہ سے منظور ہے ۔ مجنون کی آشفتہ سری ۔ بیتابی شوق ۔ ہر صورت سے ظاہر کی گئی ہے ۔

(مجنون سے مخاطب ہو کر) ای عاشق شفتہ جگر لیلی کا ہوں میں نامہ بر   یہ مہر ہے سر نامہ ہی آنکھیں تو کھول ای بیخبر
لایا ہوں تیری درد دل کی میں دوا ہشیار ہو   لیلی کا پیغام زبانی سن ذرا ہشیار ہو

مجنون (التجا اور اضطرار کے لہجہ میں)
ای قاصد لیلی تری قدموں پہ ہو مجنون نثار   ہی گوش مشتاق سخن ہاں جلد کہہ پیغام یار
ای نامہ بر ای نامہ بر نامہ ہی اُس دلدار کا   ہاں جلد کہہ ہاں جلد کہہ پیغام کیا ہی یار کا

وزیر
نوفل ہی سلطان عجم ای بیخبر ای بے ادب   ہر بار کہتا ہی اسے تو نامہ بر ای بے ادب

مجنون
لیلی کی قاصد سے تو کچھ بڑھکر نہیں سلطان عجم   لیلی کے کوچہ سے تو کچھ خوشتر نہیں سارا عجم
تم کہتے جسکو ادب وہ رسم الفت میں نہیں   شاہ و گدا میں فرق کچھ عاشق کی ملت میں نہیں
جز آستان یار ہم کو سر جھکانا منع ہی   تسلیم اور آداب کیا یان ہاتھ اٹھانا منع ہی
ناشناسا جب تقدیر ہو سلطان سے پھر ہوتا ہی کیا   بیکار جب تدبیر ہو سلطان سے پھر ہوتا ہی کیا
جب یار قابو میں نہو ثروت ہوئی تو کیا ہوا   دلدار پہلو میں نہو دولت ہوئی تو کیا ہوا

وزیر (دھمکا کے) ہاں قین نکلا ہو طرح کی ناحق تو مارا جائیگا   تیغ عتاب شاہ سے
(سر کی طرف اشارہ تلوار سے کر کے) یہ سر اُتارا جائیگا

مجنون
کیا خوف ہمکو جان کا خود جان سے تنگ ہیں ہم   ہی موت اپنی زندگی کب موت سے ڈرتے ہیں ہم
میری بلا کو کیا خبر شاہ و گدا کیا چیز ہے   جز نامۂ لیلی یہاں جو چیز ہے ناچیز ہی

نوفل (وزیر پہ خفا ہو کے) کیوں چھیڑتے ہو تم اسے ہی رحم کے قابل نہ خیر   تیغ جفائے ناز سے ہی آپ ہی بسمل نہ خیر
(مجنون سے مخاطب ہو کے) ای عاشق جان باختہ چل ساتھ میرے تجھ کو   کوشش سے میری کیا عجب ممکن وصال یار ہو
موجود ہوں میں ہر طرح تیری حمایت کیلئے   پہلو تہی ہرگز نہو گی تیری وصلت کیلئے

مجنون (کھڑے ہو کر)
شاہا ابھی چلتا ہوں میں گو ناتوان و زار ہوں   تا کوچۂ لیلی ابھی چلنے کو میں تیار ہوں
یہ شرط ہاں لیتا ہوں میں پہلے اپنے قول سے   کچھ مال و زر کی پاس سے جنگ و جدل کے ہو لیے

وزیر
ای قیس دیوانہ ہی تو بیجا ہی یہ تیرا خیال   شاہوں سے نقض عہد ہو یہ امر ہی بالکل محال
تو نے کبھی شاہنشہوں کی بانکپن دیکھے نہیں   ہمنے تو اپنی آنکھ سے پیمان شکن دیکھے نہیں
چل اُٹھ ہمارے ساتھ چل وہ بارگاہ شاہ ہی   کیا فضل حق سے ہی کمی ہر چیز یاں ہمراہ ہی
چل اُٹھ بساط خاک سے حمام جا پوشاک لے   لیلے ابھی لیجا کے ہی اسباب ہے املاک سے

مجنون
چلتا ہوں میں لیجانے پہ تمکو اگر اصرار ہی   ہی یہ تو عین آرزو مجنون ابھی تیار ہی

سین (۷) قریب خیمہ سلطانی

نوفل (ساقی سے مخاطب ہو کر)
لا ساقیا شراب کہ فصل بہار ہے — بنت عنب کی ہجر مین دل بیقرار ہے
وہ جام دے کہ جسمین ہو ضو آفتاب کی — وہ جام دے کہ جسمین مہک ہو گلاب کی
وہ جام دے کہ دشت مین مہکے چمن کی بو — وہ جام دے کہ نجد مین پھیلے دلہن کی بو
(قیس کی طرف اشارہ کرکے)
ہان قیس کو بھی جام پلانا ضرور ہے — مشرب مین اپنے اسکو ملانا ضرور ہے
(قیس امیرانہ لباس پہنے ہوے ہے)

ساقی (قیس کو جام دیتا ہوا)
پی آج دست شوق سے ساغر بھرا ہوا — کیا کل کی فکر کل بھی ہے کوثر بھرا ہوا
(قیس کا جام نہ لینا)

قیس (دل مین)
کیا ہجر مین شراب پیون کا قہر ہے — آب حیات ہو تو مری حق مین زہر ہے
کھلتا نہین کہ خواہش تقدیر کیا ہے اب — ایفای عہد شاہ مین تاخیر کیا ہے اب
(نوفل سے مخاطب ہو کر)
شغل شراب سے مجھے فرمایئے معاف — شاہا وہ جام دیجئے جو دل کو ہو صاف
عیش مدام ہو جو میسر تو لطف ہے — پہلو مین اپنے ہو جو وہ دلبر تو لطف ہے
زاہد کو واسطے تو یہ دنیا مین ہے حرام — اہل ریا کو واسطے عقبیٰ مین ہے حرام
رندون کو ہے حلال اگر زر نصیب ہو — عاشق کو ہے حلال جو وصل حبیب ہو
جب وہ نہ پاس ہو تو مزا کیا شراب میں — دل ہی اداس ہو تو مزا کیا شراب مین

نوفل (قیس سے مخاطب ہو کر)
اے قیس خوب یاد دلایا ابھی ابھی — تجھکو ترے صنم سے ملایا ابھی ابھی
کہہ دو کہ سوئے نجد کوئی چوبدار جائے — عبد العزیز کو در دولت پہ لیکے آئے

چوبدار (عبد العزیز کو حاضر کرکے)
عبد العزیز حاضر دربار ہے شہا

عبد العزیز (بعد آداب و قدمبوسی دست بستہ)
جو حکم ہو حضور کا لاؤن اسے بجا

نوفل (عبد العزیز کیطرف مخاطب ہو کے اور مجنون کیطرف اشارہ کرکے)
عبد العزیز کون ہے تیرا یہ نوجوان

عبد العزیز
فرزند میرے بھائی کا ہے او شہ زمان

نوفل
بیٹی ہے تیری کوئی کہ لیلیٰ ہے جسکا نام

عبد العزیز
بیٹی کا میری نام ہے لیلیٰ فلک مقام

نوفل
ہو عقد آج دونو کا منظور ہے مجھے — تجویز مین ہماری کوئی عذر ہے تجھے

؎ صنعت کلام ابیات (خطابی) بحر مضارع ہے اخرب مکفوف محذوف یا مقصور - وزن مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن دوبار اور جہاں مقصور ہے وہاں رکن آخر فاعلان ہے - قصد شاعر براعت استہلال -

عبدالعزیز
کیا عذر مجھکو حکم مقدر نادار میں — لیکن نہیں یہ امر مرے اختیار میں
راضی ہو میری قوم تو حاضر ہوں میں شہا — راضی نہو جو قوم تو قاصر ہوں میں شہا
نسبت کا یہ معاملہ ہے اے جہان پناہ — عزت کا یہ معاملہ ہے اے جہان پناہ
شاہا برے ہیں قیس کے اطوار کیا کروں — ہے قوم اسکے نام سے بیزار کیا کروں
کچھ شاہ و شہریار کو اسمیں نہیں ہے دخل — کچھ جبر و اختیار کو اسمیں نہیں ہے دخل
جز حکم کردگار و شہنشاہ انبیا — قوم عرب پہ زور کسی کا نہیں چلا

نوفل
در پردہ کیوں ڈراتا ہے مجکو امیر نجد — کچھ خوف جان کا نہیں تجھکو امیر نجد

عبدالعزیز
جو امر حق ہے کہتا ہوں صاف صاف میں — دربار شاہ میں نہ کہوں گا خلاف میں
کیا خوف جان کا جسے عزت کا پاس ہے — کنبہ کی شرم ہو جسے حرمت کا پاس ہے
میدان میں کسی سے نہ ہرگز دبا عرب — ڈرتا نہیں کسی سے خدا کے سوا عرب
حق کی طرف سے لڑنے کو حاضر ہے ساری قوم — دبتی نہیں کسی سے دبا نہیں ہماری قوم
دیکھا ہے جب سے بانکپن اہل جہاد کا — سیکھا ہے قوم نے چلن اہل جہاد کا

نوفل (عبدالعزیز سے)
جو کہنا تھا وہ کہہ چکا تو مانتا نہیں — نوفل ہے اپنے نام کا تو جانتا نہیں
جا کہدے اپنی قوم سے ہو مستعد جنگ

(سپہ سالار سے)
کل فوج لیکے نجد پہ چڑھ جاؤ بے درنگ
مہلت ہے ایک رات کی پیراستہ ہو فوج — کل معرکہ ہو نجد میں آراستہ ہو فوج

سین (۸) دیوان خاص

وزیر
حکم بادشہ سے مجھے سخت انتشار ہوا — آج امیر نجد سے کیوں عزم کارزار ہوا؟
حکم بے درنگ دیا مجکو بھی طلب کیا — میرے مشورے کا بھی شاہانہ انتظار ہوا؟

نوفل
اے وزیر تجھکو اگر کچھ نہیں ہے اسکی خبر — آج امیر نجد سے جو امر رو بکار ہوا؟
عقد قیس کو جو کہا اسنے کیا جواب دیا — اسطرح کلام کیا مجھکو ناگوار ہوا؟

وزیر
ننگ و نام پر تو شہا جان دیتے ہیں یہ عرب — ان معاملوں میں بھلا کسکا اختیار ہوا؟
اسنے سچ سچ راست کہا کیا عتاب کی ہے یہ جا — کیا قصور اسنے کیا کیوں گنہگار ہوا؟
جو حضور کی ہو رضا انھیں کیا ہے دخل مرا — گو خلاف راے مری حکم شہریار ہوا؟

(زانو پہ ہاتھ مار کے)
قیس کی خوشی کیلئے جسکو ہے جنوں کا خلل — خون بیگناہ سے کل دشت لالہ زار ہوا؟

نوفل
اے وزیر سچ ہے تو کیا کیوں عبث یہ حکم دیا — کیا کہونگا پیش خدا مفت شرمسار ہوا؟

ع حال صنف کلام۔ قطعہ (مرقعی) اسکو غزل نہیں کہ سکتے اسلیے کہ غزل وہی ہے جسمیں مضامین عشق و تمنا و حسرت و ہجر وغیرہ شامل ہوں۔ بحر مقتضب وافی مطوی۔ وزن۔ فاعلات مفتعلن ۔ دوبار۔

خیر جو ہوا سو ہوا اسے ٹال دی یہ بلا — پیر و اس بیان ہی مجھ سخت اضطرار رہا
قیس کا خیال بھی ہی مجکو انفعال بھی ہی — عہد استوار ہوا سب پہ آشکار رہا
جب سنینگے اہل وطن سب کہینگے عہد شکن — کیا سمجھ کے بیٹے کیا کیا تامل کار رہا

سین (۹) در خیمہ سلطانی

نوفل
خوش نظری قیس کی آج کرون امتحان — کیسی ہی وہ خوش جبیں دل سے یہ دیتا ہی جان
جسکا یہ دیوانہ ہی کیسی ہی وہ سیم بر — یا کہ وہ کچھ بھی نہیں ہی یہ جنون کا اثر
حسن خداداد پر بین ہی ہوش سے نثار — قیس ہی جس پر فدا کیسی ہی وہ گلعذار
بھیس بدلکر ابھی نجد کو جاؤن ذرا — قیس کی معشوقہ کو دیکھ کے آؤن ذرا

سین (۱۰) کوچہ و بازار نجد و در مجلس عبدالعزیز

اعرابی
(صدائے فقیر) رحم کرو اے نجد کے لوگو — اس کا بڑا پھل پاؤ گے بابا
(کوچہ و بازار مین) آج جو دوگے راہ خدا مین — حشر کے دن کل پاؤ گے بابا
(در عبدالعزیز پہ سوال) در پہ تمہارے آیا ہے بابا — اک اعرابی مرد مسافر
کل سے نہین کچھ کھایا ہی بابا — دیر سے ہے دروازہ پہ حاضر
(آواز مادر لیلیٰ) شاہ سے ہے در پیش لڑائی — بھیک دے اسکو لیلیٰ پیاری
کہتا دعا دے اے پردیسی — جنگ مین ہو کل فتح ہماری
آ تو کدھر ہے اے پردیسی — بھیک اسے مجھسے اور یہ دعا لے

---

[13] صنعت کلام ۔ ابیات بحر منسرح دائی مطوی مکسوف یا موقوف مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن ۔ دو بارا و جہان موقوف ہی وہان بجائے فاعلن کے فاعلان ہے ۔ قصد شاعر ۔ وضع سلاطین زمانہ سلف ۔ نوفل کو اپنے نقض عہد کرنے کا بڑا خیال ہے جیسا کہ پچھلی نمایش مین ظاہر کیا گیا ۔ اب وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ لیلیٰ ایسی ہی حسین ہی جیسا کہ مجنون کے عشق سے ظاہر ہوتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کوئی صورت اسکی حاصل کرنے کی تجویز کی جاے اور اگر اوسکے مثل یا اوس سے بہتر حسین بھی دنیا مین یا میری شبستان مین موجود ہین مجنون کو دیئے جائین او رظن غالب کہ مجنون راضی ہو جاے ۔ نوفل کو کیا معلوم کہ مجنون کا عشق لیلیٰ کے ساتھ مخصوص ہی ۔ نوفل مجنون کو مثل اپنے ایک حسن پرست آدمی تصور کرتا ہی ۔ لیکن نوفل اور مجنون کی حسن پرستی مین بڑا فرق ہی مجنون کا عشق ایک خاص حسن کے ساتھ ہی اور نوفل عام حسن کو دوست رکھتا ہے مجنون کا عشق بطور مونومانیا کے ہے خدا اس مرض سے بچاے ۔

[14] صنعت کلام قطعات بحر متقارب وافی اثرم ۔ اخرم مقصور مقبوض وزن فعل فعولن فعل فعولن دو بار ۔ وزن فعلن فعلن فعول فعلن دو بار ۔ فعول کا حرف آخر ساکن اور متحرک دونون طرح لیا گیا ہے ۔ قصد شاعر ۔ اظہار عزم اہل نجد بنا بر جنگ جو نوفل سے درپیش ہے ۔ لیلیٰ کا خیال نسبت اس جنگ کے ۔

نکلے یارب حسرت دل کی　　سب کے بچھڑے خدا ملائے
آہ کہاں تک نالہ و زاری　　دور ہو یارب درد جدائی
جلد کہین ہو فتح ہماری　　بخت سے ہے درپیش لڑائی
دشمن جان ہی ساری خدائی　　مجھسے فلک نے کی ہی برائی
اب نہین اُٹھتا بار جدائی　　آگے آئے میرے بھلائی

اعرابی (لیلے سے بیباک لیکے) مولا سے تو مراد پائے　　تیرے بچھڑے خدا ملائے
خون کی ندی کون بہائے　　ایسی لگی کو کون بجھائے

(دل مین) قوم کا تیرے خون بہاؤن　　یار سے تیرے تجھکو ملاؤن
بار گنہ گردن پہ اُٹھاؤن　　جس کی سزا اللہ سے پاؤن

سین (۱۱) دربار خاص

نوفل (مجنون سے مخاطب ہو کر) قیس ترے حال پہ آتا ہے رحم　　آہ نہین کچھ بھی تجھے عقل و فہم
تونے سنا اپنے چچا کا کلام　　دشمن جان ہو وہ ترا لا کلام
پاس قرابت اُسسے بالکل نہین　　تیری محبت اُسسے بالکل نہین
مستعد جنگ ہی وہ بے شعور　　عقل مین ہی اُسکی بلا شک فتور
سر پہ بلا کو وہ بلاتا ہی آپ　　اپنی قضا کو وہ بلاتا ہے آپ
ہم نے یہ مانا وہ سلحشور ہے　　قوم کا بھی اُسکو بڑا زور ہے
شاہ و رعایا کی بھلا جنگ کیا　　دیکھہ تو ہے اُسکو یہ آہنگ کیا
ہم سے لڑائی کا ہے اُسکو خیال　　مین نے تو چاہا تھا کرون پائمال
روک نہ لے مجھکو وزیر آج اگر　　فوج ظفر موج بڑھی تھی ادہر
تیغ شرربار سے بے زینہار　　نجد مین بچتا نہ کوئی نامدار

شاہ صنعت کلام۔ مثنوی (خطابی یا مرقعی) بحر سریع وافی مطوی موقوف یا مکسوف وزن مفتعلن مفتعلن فاعلان دوبار اور جہان مکسوف ہے وہان رکن آخر فاعلن ہے۔ قصد شاعر۔ نوفل کی طرف سے اظہار شان و شوکت فہمایش کے پیرایہ مین مجنون کی ہمدردی۔ مجنون کی طرف سے جواب دیوانگی عشق کے ساتھ۔ نوفل جرم عہدشکنی کی حمایت مین خداترسی کو پیش کرتا ہے۔ اپنی کنیزدن کو لیلے سے بہتر سمجھہ کر مجنون کو دکھاتا ہے مگر نوفل نے مجنون کے مرض کی تشخیص مین غلطی کی۔ یہ امر مجنون کیلیئے طبعاً مضر ہے۔ پس ضرور تہا کہ مجنون کو موت نا نیا کا وسوسہ شروع ہو جائے۔ بہر صورت نوفل سے کوئی اخلاقی غلطی ظہور مین نہین آئی وہ صرف خطائی طبی کا ملزم قرار دیا جاسکتا ہو۔

خون رعیت کا خیال آگیا ۔ روز قیامت کا خیال آگیا
چاہتا ہو دشمن جانی کو تو ۔ روگ لگاتا ہے جوانی کو تو
انہیون کی الفت کو اب لئے چھوڑ ۔ ایسے عزیزون سے تو رشتہ نہ جوڑ
چھوڑ دے لیلے کا نہ لے نام اب ۔ اسکی محبت سے نہ رکھو کام اب
مین تو سمجھا تھا کہ ہے کچھ حسین ۔ آنکھ سے دیکھا تو وہ کچھ بھی نہین
بھیس بدل کر مین گیا رات کو ۔ دیکھ لیا بس تری اوقات کو
حسن کی کچھ شان نہ کچھ آن بان ۔ بس اسی صورت پہ تو دیتا ہے جان
حور شمائل تری لیلے نہین ۔ پیار کے قابل تری لیلے نہین
گو وہ حسین ہو مگر ایسی نہین ۔ میری کنیزون سے بھی اچھی نہین

(کنیزین ساتھ لیے نوفل آتی ہین)

(کنیزون کی طرف اشارہ کرکے) دیکھ تو کیسی ہین یہ جادو نظر ۔ تو نے نہین دیکھا ہی کرشمہ عمر بھر
دیکھ تو ہین ماہ جبین یا نہین ۔ پیار کے قابل یہ حسین کیا نہین
کیسی یہ دلبر ہین ذرا دیکھ تو ۔ اس سے تو بہتر ہین ذرا دیکھ تو
گو کہ یہ پیاری ہین مجھے سب کی سب ۔ آج سے دیتا ہون تجھے سب کی سب
مال بھی لے خلعت و پوشاک بھی ۔ منصب و جاگیر بھی املاک بھی
خدمت شاہی سے سرافراز ہو ۔ روم کے سردارون مین ممتاز ہو

مجنون (دل مین) آہ فلک کیا یہ سناتا ہے تو ۔ پھر مجھے دیوانہ بناتا ہے تو
(نوفل سے) عقل کدھر ہے تری اے بادشاہ ۔ شرط یہی تھی مری ای بادشاہ ؟
عہد ترا کیسا ہے ناپائدار ۔ تیرے سخن کا نہین کچھ اعتبار
ہیچ ہے تو پوچ ہے ترا سخن ۔ دیکھ لیا تجھکو بھی پیمان شکن
مجھکو خبر کیا کہ ہے کیا روم و شام ۔ دل مین ہے یاد صنم صبح و شام
دشت سے مسکن کوئی بہتر نہین ۔ خاک سے خوشتر کوئی بستر نہین
قاقم و سنجاب سے کیا کام ہے ۔ اطلس و کمخواب سے کیا کام ہے
(کپڑے اوتار کے اور نوفل کے آگے پھینک کے) ہے یہ ترا خلعت و پوشاک خاک ۔ لا وہ مرا پیرہن چاک چاک
خلعت و پوشاک کی پروا نہین ۔ منصب و املاک کی پروا نہین
قدر ہو لیلے کی تجھے کیا بھلا ۔ میرا سا دل میری سی آنکھین تو لا
تیری کنیزون مین کہان وہ پھبن ۔ نام خدا فرد ہے وہ گلبدن
عشق کی کیا تجھکو خبر بے تمیز ۔ حسن تو کیا جانے کہ ہے کون چیز

چاہیے جسکو وہی محبوب ہے — جس پہ دل آجائے وہی خوب ہے
تیرے حسین تجھکو مبارک رہین — درد و الم مجھکو مبارک رہین
دل کو مرے ساز ہی اس غم کیساتھ — الفت لیلےٰ ہے مری دم کے ساتھ

(قیس کا دیوانہ وار دشت کو چلا جانا)

سین (۱۲) صحرا

عالم یاس مین نالہ وزاری بیقراری

مجنون (بحالت اضطراب)[1]
اے فلک غم کی انتہا بھی ہے — درد دل کی کوئی دوا بھی ہے؟
تا کجے ظلم اے خدا ناترس؟ — دیکھ لے مدعی خدا بھی ہے؟
قتل کرتا ہے بیگنہ مجھکو — آہ کچھ میرا خون بہا بھی ہے؟
اے فلک ہم بھی جان رکھتے ہین — دل بھی ہے دل مین مدعا بھی ہے؟
وصل جانان اگر ہے ناممکن — میری تقدیر مین قضا بھی ہے؟
کیا کہون تمکو نالہائے درا نہ — مدعی بخت نارسا بھی ہے؟
ناوک آہ کیون خطا کرتا — اس مین تقدیر کی خطا بھی ہے؟
جذب دل کا فقط نہین ہے گلا — کیا کرون بے اثر دعا بھی ہے؟
کیا کہون تجھکو شوق شور انگیز — آہ صبر گریز پا بھی ہے؟
دل شوریدہ کم نہ تھا لیکن — اک بلا جان مبتلا بھی ہے؟
چرخ کا کیا گلا کرے کوئی — دشمن جان وہ بیوفا بھی ہے؟
کس سے پوچھون کدھر ہے کوچہ یار — بیخودی کوئی رہنما بھی ہے؟

مجنون[2]
دور گردون ہے مجھے دربدر پہرانے کے لیے
میرے باعث سے ہوئی گردش زمانے کے لیے
بے نوائی ہو مقدر مین تو کیجیے عاشقی

---

[1] صنعت کلام۔ غزل مسلسل۔ بحر خفیف وافی مجنون مسکن محذوف یا مقصور فاعلاتن مفاعلن فعلن۔ دو بار۔ جہان قصر ہے وہان رکن آخر فعلان ہے۔ قصد شاعر۔ اظہار حالت یاس و اضطرار درجہ انتہا۔
قیس کے نزدیک اسکے سب دشمن ہین یہانتک کہ اسکے افعال و اعمال کسی نہ کسی پیرایہ مین نوفل کی نصیحت کا خیال بھی اسکے ذہن مین منعکس ہو رہا ہے جیسا کہ اس مصرعہ سے ظاہر ہے "دشمن جان وہ بیوفا بھی ہے"

[2] صنعت کلام۔ غزل۔ حسب حال۔ بحر رمل وافی محذوف وزن۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن۔ دو بار
قصد شاعر۔ مجنون پر وہ شدت جنون کی طاری نہین ہے جیسا کہ پچھلی دو نظمون مین ظاہر کیا گیا ہے اب اسے کسی قدر افاقہ ہے۔ اس صورت مین اگلے پچھلے حالات کا انعکاس ہو رہا ہے۔

یہ بہانہ خوب ہے ذلت اٹھانے کے لیے
جب الم حاصل نہو گا میرے خرمن سے کچھ
منتظر ہے آسمان بجلی گرانے کے لیے
شام غم کی آفتین ای دل مین تجھسی کیا کہون
کون کس کس بھیس مین آیا ڈرانے کے لیے
اس نزاکت کا بُرا ہو کچھ نہ نکلا کام دل
تو ہی لے شوخی ادبہار اسکو ستانے کے لیے
وان تغافل ہی سراسر خوش ہون یان ہمین وہ دل
ایک ادا ہے یہ بھی الفت آزمانے کے لیے
اپنے صورت گر سے پوچھون مین اگر مقدور ہو
کیا بنایا تھا مجھے تو نے مٹانے کے لیے
ہجر کی شب کے بہانے مین بھی تھی اک مصلحت
طول آخر چاہیے تھا کچھ زمانے کے لیے
زندگی مین ہے ہمین دوزخ کہ دل رکھتی ہین ہم
کم ہے یہ آتش کا پرکالہ جلانے کے لیے
موت کے آنے سے ہم فرقت زدہ یون خوش ہوے
جیسے اُن کا آدمی آیا بلانے کے لیے
منزل مقصود تک مرزا پہنچ ہی جائین گے
خضر دل ہمراہ ہے رستہ بتانے کے لیے

(پردہ گرتا ہے)

ایکٹ چہارم

ساقی نامہ

(بہت سے لوگ ملکے گاتے ہین) ساقیا[1] لا کہ بہار آئی ہے   لا پیالہ کہ بہار آئی ہے

---

[1] صنف کلام مثنوی بحر رمل مجرد مخبون مسکن محذوف یا مقصور۔ وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلن۔ دوبارہ جہان قصر ہے وہان رکن آخر فعلان ہی۔ قصد شاعر۔ تشبیب۔ براعت استہلال۔ سامعین کی طبیعت کو اُن مضامین طرف سے جو پچھلی نشستون مین بیان کیے گئے اور طرف متوجہ کرنا۔ ایک ہی طرز کے بیان سے طبیعت اُکتا جاتی شاعر اور خطیب کو ضرور ہے تجدید خیالات کا خیال رکھے۔

ساقیا بادۂ گلفام پلا — درد ستے صاف ہو وہ جام پلا
قرض دی قرض کہان وام رہی — فاقہ مستون مین مرا نام رہے
ساقیا بادہ انگوری دے — درد آشام کی دستوری دے
مشورے ہین ترے مےخوار وہین — آج شب بہر تو رہے یار وہین
بادۂ ناب کے جلوے دیکھین — شب مہتاب کے جلوے دیکھین
مےکدۂ خانہ خمار مین ہون — جب اٹھین والسی تو گلزار مین ہون
سرد ہین زہد وعبادت والے — جھومتے جائین ترے متوالے
اور سامان طرب ہوتا ہے — آج مطرب بہی طلب ہوتا ہے
ساز وسامان سے چلین گلشن مین — توڑ کر پھول بہرین دامن مین
آج ہر رات مین رنگینی ہو — خوب گلبازی وگلچینی ہو
التجا سب تجہسے یہ ہے ای ساقی — ساتھ رے شیشے لے ساقی
بہنگیون پر تو ہون دو چار سبو — کشتیون مین ہون کباب آہو
نرگسی ہون وہ کباب ای ساقی — ارغوانی ہو شراب اے ساقی
خوب بدنام ہون وہ بات کرین — آج واعظ کی مدارات کرین
کچھ سرانجام ظرافت ہو آج — زاہد خشک کی دعوت ہو آج
کوئی مسجد کی طرف سے جائے — واعظ شہر کو لیتا آئے
اور ہو جائے اگر پیر تو ہو — مگر اسوقت ذرا سیر تو ہو
سامنے اسکے پئین خوب شراب — زاہد خشک ہو جل بہن کے کباب
وان جوانان چمن جھومتے ہون — یان ترے توبہ شکن جھومتے ہون
کوئی مرزا کو یہ دی جاکے پیام — جمع ہین باغ مین سب مے آشام
لطف صحبت کا نہین تیرے بغیر — تو نہو جب تو ہے کیا باغ مین سیر
کون سنتا ہے بیان بلبل — بار خاطر ہے فغان بلبل
چھوڑ افسانہ قیس ولیلا — قصۂ غم کو بہت طول ہوا
چٹکلا کوئی ظرافت کا سنا — حال طرار کی الفت کا سنا
اسکو شیلا سے تہی کیسی الفت — کس طرح اس نے نباہی چاہت
کیا اس آغاز کا انجام ہوا — کس طرح شہر مین بدنام ہوا

سین (۱) دوکان مےفروش

طرار (دل میں) آج کلوار کو دے کے بھڑا — خوب ہی بھر کے بیٹھے ہیں ٹھڑا
جس کی ہر بوند ہو جیسے بھڑا — جس کو پیتے ہی تلملاے کھڑا
(مے فروش سے) ساقیا ایک اَدّھا تو لا دے — اور گزک کو کچا تو منگا دے
آج کچھ گھڑنے کی پلا دے — ایک چلو میں اُلو بنا دے

مے فروش: آؤ طرار بانکے کہاں سے — آج سب دام لینا ہیں تم سے
طرار: ایک کوڑی نہیں یاں گرہ میں — مفلسی میں تمہیں دام کیا دیں
مے فروش: قرض دیں ہم بھلا تمکو کب تک — دام اگلے نہیں پائے اب تک
طرار: ایک اَدّھا مجھے اور دو تم — صبح کو اپنے سب دام لو تم
مے فروش: آج تو خیر تم اور پی لو — کل جہان سے بنے دام لا دو

(ادّھا چڑھا کے اور کچا لو بھر مار کرکے)

طرار (خود بخود) یاں سے جاتا ہوں خیلا کی گھر پہ — اُسکا لقوے سے لاتا ہوں زیور

سین (۲) مکان زہرہ طوائف کمرہ خیلا نوچی

خیلا (طرار کو دیکھتے ہی) اجی تم تو جھوٹوں کے سردار نکلے — دغا باز عیار مکار نکلے
طرار: ترے واسطے گھر سے دلدار نکلے — غضب ہی اگر تو دل آزار نکلے
خیلا: سمجھتی تھی زردار ہیں تمکو پہلے — مگر تم تو بالکل ہی نادار نکلے
طرار (سمجھانے کے لہجہ میں) نکل چل مرے ساتھ تو لیکے زیور — تو کچھ آرزوے دل زار نکلے
خیلا (دھمکانے کی لہجہ میں) سنیں گی جو بیوی تو ماریں گی جوتے — نہ یہ بات منھ سے خبردار نکلے

(زہرہ آتی ہے)

زہرہ (تعجب کے لہجہ میں) یہ رنڈی بھگانے کی کیا گفتگو تھی؟ — بڑے آپ طرار فرار نکلے
طرار (زہرہ سے) جو یہ خود نکلنے کو کہتی ہو مجھسے — تو پھر منھ سے کیوں حرف انکار نکلے
زہرہ (طرار سے) بلا شک تمھاری اگر ہو یہ راضی — ابھی میرے گھر سے یہ مردار نکلے

---

۱ صنف کلام۔ ابیات بحر متدارک وافی اخذ۔ فاعلن فاعلن فاعلن فع۔ دو بار قصد شاعر۔ اظہار وضع و احوال طرار طرار کی بول چال سے اسکا شہد اپن ظاہر ہے۔ وہ شراب پیتا ہے اور مدت سے پیتا ہے۔ اسلیئے کہ کلوار کا مقروض ہی۔ بہر صورت اس گفتگو اور اس واقعہ سے اُسکے پچھلے حالات کا نشان بخوبی ملتا ہے۔

۲ صنف کلام۔ غزل (یا قطعہ) خطابی یا مرقعی۔ اسکو غزل اسلیئے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں مضامین عشقیہ بھی شامل ہیں بحر متقارب وافی سالم۔ وزن فعولن فعولن فعولن فعولن دو بار۔ قصد شاعر۔ خیلا اور زہرہ کی بیرخی طرار کی طرف سے اظہار محبت ظاہری۔ بیہودہ دھمکی جعل و فریب۔ راہ گیروں کی زبان سے نصیحت۔ ۱۲ احمد

خیلا (نہایت تعجب سے) ارے موئے جھوٹے کیوں بولتا ہے ۔ ترے ساتھ ہندی کی پیزار نکلے

طرار (خیلا سے دھمکا کے) ابھی ناک کاٹوں ہیں چاقو سے تیری ۔ اگر تو کسی سے گرفتار نکلے

خیلا (طرار سے چلا کے) نہ لینا نہ دینا اور اس پر حکومت ۔ بڑے آپ بانکے طرحدار نکلے

زہرہ (طرار سے) نہ پیسا نہ کوڑی اور اس پر یہ دھمکی ۔ بڑے آپ رنڈی کے مختار نکلے

(اپنی نوکروں سے) کوئی ہو اسے دیکے دھکے نکالو ۔ میرے گھر سے فوراً یہ بدکار نکلے

طرار (نہایت غصہ میں) لگائیں اگر ہاتھ مجھکو یہ بہڑوے ۔ ابھی میان سے میرے تلوار نکلے

زہرہ (کسیقدر سہم کے) یہ دھمکی کسی اور کو دیجیے گا ۔ مری جان کو آپ خونخوار نکلے

طرار (اور دھمکا کے) مرے باپ کا نام لیتی ہے قحبہ ۔ سخن پر نہ موہنہ سے یہ زنہار نکلے

نوکر (طرار کو پکڑ کے) ابھی جاکے دیتی ہیں اسکو قلیں ہیں ۔ اگر پاس سے اسکے ہتیار نکلے

(جوتے پڑنے جاتی ہیں) نکل یہاں سے موذی نکل یہاں سے (یہ) دہکے

طرار اے یار نکلے اے یار نکلے

سین (۳) کوچہ دروازہ مکان زہرہ طوائف

طرار (افسوس کے لہجہ میں) نہ نکلی وہ جان جہان ساتھ اپنے ۔ ولیکن ہمیں آخر کار نکلے

ایک راہگیر نکلتے نہ تم تو کبھی گہر سے اپنے ۔ مگر کیا کرو جب پڑی مار نکلے

دوسرا راہگیر وہ رنڈی نہیں گہر میں بیٹھی کیسکی ۔ جو سو بار بیٹھے تو سو بار نکلے

سین (۴) سر بازار

(خیلا کے فراق میں بیقراری)

خیلا سے ہو لڑائی[1] فریاد رس الٰہی ۔ اب موت میری آئی فریاد رس الٰہی!

ہی ہی وہ مجھسی چھوٹی ہی ہی وہ مجھسے روٹھی ۔ ہی ہی ہوئی جدائی فریاد رس الٰہی!

اب جل کے جان دونگا ہرگز نہ میں جیونگا ۔ یہ دل میں ہی سمائی فریاد رس الٰہی!

لونڈے خلاق بے نظیری دو روٹیاں خمیری ۔ ڈبیا دیا سلائی فریاد رس الٰہی!

طرار تھا عشق پاک ہم سے یہ تھا تپاک ہم سے ۔ نے وصل نے جدائی فریاد رس الٰہی!

جسنے تو کی بھلائی دولت اسکو کھلائی ۔ کہاں ہے وہ فدائی فریاد رس الٰہی!

---

[1] صنف کلام غزل ۔ بحر مضارع والی اخرب سالم وزن ۔ مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن ۔ دربار قصد شاعر ۔ اظہار اس امر کا کہ وہ نشہ شراب (یا عشق) جو خدمتگاروں کے جوتوں سے بمشکل اترا ہوا ہے سر پر چڑھا ہے ۔ اس حالت کو نشہ کی حالت کے سوا اور کیا کہوں اگر جنون عشق ہوتا تو یہ طبع زبور کی ہرگز نہوتی ۔ مگر ہاں ہمہ اسکو ایک اور قسم کا جنون کہہ سکتے ہیں ۔ یعنے اخلاقی جنون ۔

تقدیر نے چھڑایا امداد کن خدایا — قسمت نے کی برائی فریاد رس الہیٰ!
ہے مفلسی قیامت ہو بانگہ کو نفرت — کیونکر ہو اب رسائی فریاد رس الہیٰ!

لونڈے
اب زر نہیں کہ ہیں زیست عشق ہے گڑھے — دیتے ہیں درد وہائی فریاد رس الہیٰ!
تو یار اس سے بلوا چرکٹ پھنسا لیجا — ہو جائیگی صفائی فریاد رس الہیٰ!

طرار
یار دکوئی ملا دے خیلا کو یان بلا دے — اب لب پہ جان آئی فریاد رس الہیٰ!

لونڈے
آتا ہے تیرا باپ تو اس سے کہہ کے ملوا — کر یہ بھی بے حیائی - فریاد رس الہیٰ!

(خونخوار خان آتے ہیں)

طرار (خونخوار سے التجا کے لہجہ میں)
سلہ
تجھے خیلا سے ملوا دے ابے باوا ابے باوا
نہیں تو ہاتھ دہو مجھ سے ابے باوا ابے باوا
نہ میں بیٹا ہوں پھر تیرا نہ تو باوا ہے پھر میرا
جو کی بیلو تہی تو نے ابے باوا ابے باوا
مروں میں عشق میں کب تک نہیں لیتا خبر اب تک
ابے لوبک ابے بڈھے ابے باوا ابے باوا

خونخوار خان (کسیقدر غصہ سے مگر تمسخر کے لہجہ میں (بہت تعجب سے)
یہ کیا انداز ہیں تیرے ابے مردک ابے گرگے
یہ کیسے سیکھے ہیں شیوے ابے مردک ابے گرگے
ابے باوا ابے باوا یہ کیا بکتا ہے تو مرنے
ابے یہ گفتگو ہم سے! ابے مردک ابے گرگے
ملاوں تجھکو خیلا سے یہ تو کہتا ہے باوا سے
تو ہم تیرے نہیں بہڑوے! ابے مردک ابے گرگے

طرار (تمسخر نفرت انگیز کے ساتھ)
ارے وہ جان ہی میری ارے ایمان ہو میری
ادا پر اُسکے میں صدقے ابے باوا ابے باوا
جو اس وقت مصیبت میں نہ آیا کام تو اپنے
تو کیا امید ہے تجھسے ! ابے باوا ابے باوا

سلہ مدت کلام غزل مرقعی خونخوار کے بیان میں ردیف بدل دی گئی ہے - بحر ہزج وافی سالم - وزن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن - دو بار قصد مشاعرہ طرار پہ نشہ کی حالت طاری ہے مگر بناوٹ بھی اس میں شامل ہے
خونخوار پہ غصہ اور طیش کی حالت طاری ہے -
[illegible] اس نمائش میں شاعر نے ضرور مبالغہ کیا ہے - کبھی باپ بیٹوں میں اس بدتہذیبی کے ساتھ [illegible] مگر مصنف افسوس کے ساتھ یقین دلاتا ہے کہ اُس نے بچشم خود ایسے واقعات بلکہ اس سے بڑھکر

مرے نانا (خدا بخشے) اگر اسوقت مین ہوتے
یہی نہلا سے لڑواتے ابے باوا ابے باوا

خونخوار (نفرت سے)
خراب اُسنے کیا تجھکو وہ جائے گا جہنم کو
پڑین گے گور مین کیڑے ابے مردک اُبی گر گے

طرار (فخر کے ساتھ)
ابے اُنکو خدا بخشے دیا کرتے تھے جب پیسے
اوڑاتے خوب کنکوے ابے باوا ابے باوا
بڑھایا سات تاری پر تو اکثر تیلی کاٹی
دیے وہ ڈور پر ماجے ابے باوا ابے باوا
لڑا میدان جب راجہ سے اور نواب دوبھاکر
نکالے ہم نے ہی سگے ابے باوا ابے باوا
ہوے مشتاق ہم ایسے بٹیرون کے لڑانے مین
کرنیرون سے لڑے بھگے ابے باوا ابے باوا
کبوتر کی ہوا آئی تو لیکر ہاتھ مین چھیپی
اوڑائے خوب ہی پٹھے ابے باوا ابے باوا
ہوا جب راگ کا لہرا لئے ہم تان رس خان سے
بڑھاے خوب یارانے ابے باوا ابے باوا
بہت کبین منتین اُنکی بہت کین خدمتین اُنکی
لیے پھرتے تھے طنبورے ابے باوا ابے باوا
یہی تھے رات دن چرچے یہی تھے رات دن جلسے
بجائے خوب ہی طبلے ابے باوا ابے باوا
ہوا یارون مین جب رہنا چھڑایا مان کا سب گہنا
اوڑائے خوب گل چھرے ابے باوا ابے باوا

خونخوار (نہایت طیش مین) (دانت پیس کے)
گھرانے کی مٹائی آبرو کمبخت کیون تو نے
ابے تجھسے خدا سمجھے ابے مردک ابے گر گے
اوڑاتا ہے کبوتر تو لڑاتا ہے بٹیرین تو
ابے او الو کے پٹھے ابے مردک اُبی گر گے
سناتا ہی ہمین کیون تو ہمین کیا کام ہو رس سے
ابے او مرغی کے بچے ابے مردک اُبی گر گے

طرار (اطمینان کے ساتھ)
ابے ہم ہو گئے شہدے اُٹھایا کرتے ہین مرے

چوہا ایسے

(ذرا چپکے سے)
(خوب چلا کے)

خونخوار (فخر کے ساتھ)

(بہت تعجب سے)
(نفرت سے)
طرار (فخر کے ساتھ)
ایک قہقہہ باپ کی طرح چھوڑ کے

خونخوار

(غصہ سے تھرتھرا کے)

طرار (تمسخر اور اطمینان سے)

خونخوار

(فخریہ)

طرار (ذرا اکڑ کے)

خونخوار (بہت نفرت سی)

ہر اک گن میں ہیں ہم پورے ابے باوا ابے باوا
کوئی پھنس جاتا ہے حرکت تو بولتے ہیں ہم دم
کو لجاتے ہیں جا رآنے ابے باوا ابے باوا
ٹکے جب ہاتھ آتے ہیں چرس کے دم لگاتے ہیں
چلم سے اُٹھتے ہیں شعلے ابے باوا ابے باوا
پیا کرتے ہیں ہم سلفا ہمیشہ دیکھ اک گنڈا
اوڑا یا کرتے ہیں بقے ابے باوا ابے باوا
نہیں یاں شوق نشے سے سوا افیون بھنگ کے
چرس پیتا ہے تو سلفے ابے مردک ابے لونگے
ابے کیا کالا پانی پیکے آیا ہے تو بھٹی سے!
یہ کیسے آتے ہیں چھینکے ابے مردک ابے گرگے
شراب شوق پیتے ہیں ہمیشہ مست رہتے ہیں
یہ خوشبو دار ہیں بقے ابے باوا ابے باوا
نہ تھے گستاخ ہم اپنے بزرگوں سے کبھی ایسے
چھپاکے پیتے تھے حقے ابے مردک ابے گرگے
نہ آئے گا کبھی گھر پر کھون گا تیری اماں سے
لگائے گی بچّے جوتے ابے مردک ابے گرگے
ابے ڈرتا نہیں ہم سے کہ اب ہم ہو گئے بانکے
ابے ہم ہو گئے شہدے ابے باوا ابے باوا
وہی ہیں آجکل بانکے جو کھایا کرتے ہیں جوتے
پڑے ہیں منڈے تو ہوں گنڈے ابے مردک ابے گرگے
کیے ہیں بانکپن ہم نے کبھی ہم بھی تو تھے بانکے
یہ ہیں تلوار کے ٹانکے ابے مردک ابے گرگے
لڑا کرتے تھے اکثر خانہ جنگی ہم جوانی میں
مگر اب ہو گئے بڈھے ابے مردک ابے گرگے
تو ہم بھی لٹھ بہادر ہیں نہیں ان میں بھی کم تھے
کہیں کس باپ کے بیٹے ابے باوا ابے باوا
ابے بیٹا ہو تو کسکا غلط ہی یہ تیرا دعوا
بچارا تو نہ ہم تیرے ابے مردک ابے گرگے

طرار (ذرا تیز فخر کے ساتھ)
ابے باوا ابے تو کس کا کیا تھا تیری خاطر سے
ہم ہی ہاں کے ہیں بیٹے ابے باوا ابے باوا

(التجا کے ساتھ)
بہت ہیں آجکل مفلس خمیری روٹیاں سے نے
ابے ہم ہیں بہت بھوکے ابے باوا ابے باوا
جواب ہم سچ ہی کہتے ہیں کوئی باور نہیں کرتا
کہ ہم مشہور ہیں جھوٹے ابے باوا ابے باوا
ہمیں کپڑے بنا دے تو ہمیں جوتا پہنا دے تو
ہمارے پھٹ گئے کپڑے ابے باوا ابے باوا
اور اک بوتل ہمیں لا دے پئیں ہم آج جی بھر کے
نہیں تو دے ہمیں پیسے ابے باوا ابے باوا

خونخوار (کسیقدر دھیمے ہوکے)
بچا تم ہو گئے سنڈے لگائیں گے تمہیں ڈنڈے
نہ دیں گے ہم کبھی گنڈے ابے مردک ابے گرگے

طرار (نہایت نفرت سے)
نہ تھے تم ایسے مسٹنڈے جوانی میں بھی تھے ٹھنڈے
ہمارے گر گئے جھنڈے ابے باوا ابے باوا

(پردہ گرتا ہے)

ایکٹ پنجم

ساقی نامہ

پردہ کے اندر گایا جاتا ہے

[1] بھولا ہوں جسے یاد دلا دے مجھے ساقی
تھوڑی سی شراب اور پلا دے مجھے ساقی

ہو جام بلوریں میں رخ صاف کا جلوہ
نیرنگ یہ آنکھوں سے دکھا دے مجھے ساقی
فرقت کے الم اب تو اٹھائے نہیں جاتے
ہاں شاہد اصلی سے ملا دے مجھے ساقی
ہے ہے مجھے یاد آتا ہے مجنوں کا تڑپنا

[1] صنف کلام غزل مسلسل ساقی نامہ بحر ہزج ثانی اخرب مکفوف محذوف یا مقصور وزن مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن۔ دو بار جہاں قصر ہے وہاں بجائے فعولن کے فعولان ہے۔ مقصد شاعر۔ تمہید خاتمہ مرتبع۔

اب تربت لیلیٰ کا پتا دے مجھے ساقی
یہ دور ہی آخر ہے اور انجام میں ہو موت
زہر آب ہی تھوڑا سا پلا دے مجھے ساقی

سین (۱) صحرا

(مجنون کا ایک پیرزن اور جوان اسیر سے ملنا)

مجنون (خود بخود) وادی نجد میں لے چل مجھے اے شوق رسا۔ بن سکے تو راہ نما
کہ جہان کوچہ دلدار کی آتی ہے ہوا۔ رات دن صبح و مسا

(پیرزن مع جوان اسیر کے آتی ہے)

(پیرزن سے مخاطب ہو کر) پیرزن کیوں یہ جوان قابل تعذیر ہوا؟ پا بہ زنجیر ہوا؟
کیوں ترے ہاتھ سے اسطرح یہ تشہیر ہوا؟ کیوں یہ دلگیر ہوا؟
سچ بتا دے کوئی ہمدرد ہمارا تو نہیں؟ عشق لیلیٰ تو نہیں؟
یہ مری طرح کوئی عاشق رسوا تو نہیں غم کا مارا تو نہیں؟

پیرزن نہ یہ قیدی ہے کسی کا نہ گرفتار ہے یہ۔ دل کا مختار ہے یہ
ہاں فقط پیٹ کے دھندے کے لیے کار ہے یہ۔ اسمیں اسرار ہے یہ
صبح کو روز اسے زنجیر پنہاتی ہوں میں۔ نجد سے جاتی ہوں
ہر گلی کوچہ میں تا شام پھراتی پھرتی ہوں میں۔ بھیک منگواتی ہوں
میرا مقروض سمجھکر جو ترس کھاتا ہے کچھ اسے دیتا ہے
نصف میں لیتی ہوں اسمیں سے جو یہ پاتا ہے۔ نصف یہ لیتا ہے

مجنون پیرزن چھوڑ دے اس شخص کو اللہ پھر خدا۔ مجھکو زنجیر پنہا
اس طرح سے تو مجھے نجد کے کوچوں میں پھرا۔ اپنا پابند بنا
جو ملے تجھکو نہیں اُس میں اجارا میرا۔ مجھکو حصہ بھی نہ دے
مدت العمر نہ بھولوں گا میں احسان ترا۔ مول لے مفت مجھے
کیا عجب کوچہ لیلیٰ میں کسی دن ہو گذر۔ گھر سے نکلے وہ ادھر
میں اسے دیکھوں مجھے دیکھے وہ ایک نظر۔ ہوں نظارے دم بھر

پیرزن (مجنون سے) اگر اس امر میں آپ ہی اصرار تجھے۔ کیا ہے انکار مجھے

سلہ صنف کلام مستزاد ابیات بحر رمل دائی مجنون محذوف یا مسکن محذوف۔ مستزاد وزن۔ فاعلاتن فعلاتن۔
فعلاتن فعلن۔ فاعلاتن فعلن۔ دوبارہ۔ جہاں مسکن ہے وہاں فعلن بسکون میں لیا گیا ہے۔ قصد شاعر۔
اظہار دیوانگی عشق مجنون۔ انجام کا مطرار بد اطوار۔ اس نمایش کے بعد طرار کہیں نہیں آئیگا۔

(اس جوان سے) کر کے بیکار رہا کرتی ہون طرار تجھے ۔ نہین درکار ہے مجھے

تجھکو قسمت سے یہ دیوانہ ملا اے نانی ۔ کیا کرون مین کمبخت!

خلل آیا مری روزی مین ہوئی حیرانی ۔ آہ سنگ آمد و سخت!

(پیرزن طرار کو رہا کرتی ہے مجنون کو طوق و زنجیر پہناتی ہے)

مجنون دل سے مین شیفتۂ زلف گرہ گیر ہوا ۔ پابہ زنجیر ہوا

خود ہی تقصیر کی خود قابل تعذیر ہوا ۔ خود ہی تشہیر ہوا

واہ کیا میرے مقدر نے مری یاری کی ۔ کیا مددگاری کی

تیرا ممنون مین اے خوبی تقدیر ہوا ۔ رہن تدبیر ہوا

رشک آتا ہے مقدر پہ مری خود مجھکو ۔ کہین دھوکا تو نہ ہو

نالہ کس طرح سے منت کش تاثیر ہوا ۔ کارگر تیر ہوا

ہتکڑی ہاتھون مین ہے پاؤن مین بھاری زنجیر ۔ ضعف ہے دامنگیر

طوق گردن مین پڑا شوق گلوگیر ہوا ۔ غم کی تصویر ہوا

عشق نے آج پہنایا ہے یہ بھاری زیور ۔ ہین برہنہ تن و سر

آج عشاق مین مین قابل توقیر ہوا ۔ خوب تشہیر ہوا

سین (۲) کوچۂ لیلےٰ

مجنون [۵۲] مری بیخودی ہوئی راہ بر ۔ کہ تری گلی مین ہوا گذر

سر بام آ یہ بے خبر ۔ مجھے دیکھ تو بھی اک نظر

(لیلیٰ کا سر بام نظر آنا)

مرے جذب دل نے کیا اثر ۔ وہ پری ہے بام پہ جلوہ گر

جو نگہ کے تیر ہون کارگر ۔ تو بچین نہ آج دل و جگر

دل بے قرار کو ہے خبر ۔ کہ لڑی ہوئی ہے نگاہ ادھر

دل غم کشیدہ و چشم تر ۔ ہوے دونون دشمن ہمدگر

اسے یہ لگی ہے گلے لگا یئن ۔ کہ اُسے یہ پڑی ہے کہ دیکھی جائیے

ہوا ادھر یہ نعرہ کہ ہے غضب! ۔ ہے اُدھر اشارہ کہ حفظ نظر

یہ ہے شوق دید کی التجا ۔ کہ ابھی تو جی ہی نہین بھرا

---

[۵۱] صنف کلام: غزل مسلسل مجرد وزن مثل سابق قصد شاعر اظہار مسرت مجنون بامید دیدار لیلیٰ

[۵۲] صنف کلام: غزل مسلسل خطابی بحر کامل وافی سالم وزن متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن دوبار قصد شاعر مشغول ہونے کی طرف سے اظہار مسرت و شوق لیلیٰ کی طرف سے اظہار رضامندی

(غش آتا ہے پیرزن اٹھاتی ہے)

مجھے دیکھ لینے دے اک ذرا — جو ہو غش سے فرصت یک نظر
نہیں تاب دید مجھے ذرا — تجھے دیکھوں میں یہ مجال کیا
یہ ہے رعب حسن کا ادعا — کہ نگاہ بھر کے نہ دیکھ ادھر

لیلیٰ (آواز سنکے)

یہ صدا ہے کس کی ہے جاں دلا — کہیں کان اس سے کچھ آشنا
مرے قیس کی یہ نہو صدا — کہ دل و جگر میں گئی اتر

(مجنون کو دیکھکے)

یہ اسیر خستہ و ناتوان — یہ اجل گرفتہ نیم جان
مرا جان نثار ہے بیگمان — دل بیقرار کو کیا خبر

(پیرزن سے مخاطب ہوکر)

یہ اسیر کس کا ہے پیرزن — کہ ہے دست و پا میں بندھی رسن
تو خدا کو مان ذرا ٹھہر — مجھے اسکے حال کی دے خبر
یہ جوان ہے خود ہی اسیر غم — کہ مرے فراق کا ہے الم
جو سمجھ تو کم نہیں یہ ستم — اسے چھوڑ دے تو خدا سے ڈر
تجھے کچھ بھی خوف خدا نہیں — ترے دل میں رحم ذرا نہیں
یہ جفا تو اسپہ روا نہیں — ترا دل ہے سنگ سے سخت تر
مرے ناتوان پہ نکر ستم — مرے نیم جان پہ نکر ستم
بس اب اس جوان پہ نکر ستم — اسے چھوڑ دے مجھے قید کر

پیرزن

مرے چاہتا ہے یہ سو درم — تمہیں دیدوں پھر نکروں ستم
نہیں درم تو یہ ہے قسم — میں نچھوڑوں گی اسے عمر بھر

لیلیٰ (تھیلی روپیون کی پھینک کے)

ترے سو درم ہیں یہ لے ہوا — مرا مبتلا ہوا ہی رہا
دل و جان سو اسپہ ہوئیں فدا — کوئی چیز یہ بھی ہے مال و زر

(قیس کا رہا ہونا - پیرزن جاتی ہے)

مجنون

مجھے قید سے تو رہا کیا — حق دوستی تو ادا کیا
مگر اسکا سلسلہ کیا کیا! — کہ عذاب ہجر سے ہو مفر
مرا حال ہجر میں بھسم ہوا — تجھے آجتک ہے وہی حیا
رخ صاف سے تو نقاب اٹھا — کہ فدا ہوں تیرے جمال پہ
ترا نیم کشتہ ناز ہوں — میں شہید ناز و نیاز ہوں
میں اسیر زلف دراز ہوں — تری قید میں ہوں نہیں بسر
رہا مدتوں میں اداس بھی — ترے وصل ہی کی ہوئی یاس بھی
نہ ہی تھی ملنے کی آس بھی — تری یاد دل [illegible]

لیلیٰ

نہیں اسمیں کچھ بھی مری خطا — ترے [illegible]

ترے دل کو کیا نہین یہ خبر　　ترے حال پر تہی مین نوحہ گر
ترے غم مین مین بہی ہون مبتلا　　مگر اسمین کچھ نہین بس مرا
اسی غم مین عمر ہوئی بسر　　کہ دعا ہماری ہے بے اثر
ترے چھوٹنے کا تو ہے الم　　مگر اب قریب ہے شام غم
نہ ٹھہر تو نجد مین ایک دم　　مرے باپ کو نہ ہو یہ خبر

(مجنون لیلی کی طرف نگاہ حسرت سے دیکھہ کر)

مجنون — یہ فلک نے آہ کیا ستم　　تجھے دیکھنے بہی نہ پاے ہم
دم چند وہ جو تھے مغتنم　　گئے بات کہتے ہین سب گذر

(لیلی کا غائب ہوجانا مجنون کا روانہ ہونا)

(تہوڑی دور جا کر شہر کے باہر) — نہ وہ جلوہ ہے نہ وہ یار ہے　　نہ وہ باغ ہے نہ بہار ہے
نہ وہ شہر ہے نہ دیار ہے　　نہ وہ کوچہ ہے نہ وہ بام و در
اسی دشت نجد کو چل دلا　　کہ نہ پردہ فاش ہو یار کا
ابہی اور کچھہ دنون صبر کر　　کہ یہان ٹھہرنے مین ہے ضرر

سین (۳) راہ صحرا

مجنون — نہ اُس سے کچھہ کہا نہ سنا[۵۱]　　شب غم کا کیا نہ گلا
نہ نکلا منہہ سے کچھہ بہی دلا　　ہوئے یون محو حسن و ادا
کوئی پوچھے فلک سے کہ کیا　　ستانے سے ہمارے ملا
نہ دم بہر بہی یہ دیکھہ سکا　　کیا ظالم نے ہمکو جدا
مرض لقد یر نے وہ دیا　　کہ نا پیدا ہے جس کی دوا
مقدر مین وصال نہ تھا　　کہ بالکل بے اثر ہے دعا
ہوئی دل کو پسند بلا　　نہ بہا یا کچھہ یہ کیا تھا بہلا
تجھے سے دل ہے اپنے گلا　　کسی کی نہین ہو اسمین خطا

سین (۴) خوابگاہ لیلی

لیلی — جو کہا یا ہے دل پہ داغ ستم[۵۲]　　جہان مین کوئی کہا نہ سکے

---

۵۱ صنعت کلام مطابق ۔ بحر وافر معصوب سالم ۔ وزن مفاعیلن مفاعلتن مفاعیلن مفاعلتن دوبار ۔ قصد شاعر اظہار اُس حالت کا جو بعد دیکھنے لیلے کے مجنون کو حاصل ہوئی

۵۲ ۔ صنعت کلام غزل مسلسل بحر وافر وافی سالم ۔ وزن ۔ مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن ۔ دوبار ۔ مقصد شاعر اظہار کیفیات عشق و محبت ...

عبداللہ

عبداللہ

مجنون

عبداللہ
مجنون

عبداللہ

قیس

ل مصنف کلام غزل یا قطعہ مسلسل۔
شاعر۔ اظہار محبت ...

اٹھایا دوست نے بار الم — فلک بھی جسے اٹھا نہ سکے
چلی وہ مشک جگر پہ تیغ ستم — کہ زخم بھی ہم دکھا نہ سکے
کہ چارہ گروں سے کہہ سکتے — یہ حال کبھی سنا نہ سکے
جو درد اٹھا تو آپ ہی آپ — ضبط کیا کبھی رو لیے
یہ حال کسی سے کہتے تو کیا — کہ اُف بھی زبان پہ لا نہ سکے
یہ سوز جگر یہ آتش غم — اور اس پہ ضبط اور ستم
جو شعلہ اٹھا تو رو دیے نہ ہم — یہ دل کی لگی بجھا نہ سکے
یہ حال ہوا کہ سوز نہاں نے — آہ میں جلا ہی دیا
یہ قہر ہوا اور اس پہ ضبط — رو بھی نہ سکے رلا نہ سکے
یہ سنگ ستم یہ بار الم — یہ عشق نے آہ فریب
جتائے یہ اور ستم کیا — کہ آنکھ بھی ہم اٹھا نہ سکے
جو دوست کہ غم میں درد ہوئے — عدو کو بھی یوں خدا نہ کرے
جو ہوں ہی اُسے تو پیچ اُٹھے — کبھی تو وہ تاب لا نہ سکے
جو قیس کے غم میں حال ہوا — وہ دل میں رہا کبھی نہ کہا
جو رنج ہوا تو دل پہ سہا — کہ اشک بھی ہم بہا نہ سکے
اگرچہ وہ حال چھپ نہ سکا — کہ تار ٹوٹنے والے تار ٹوٹ گئے
غرضکہ ملال کھل ہی گیا — کہ زردی رخ چھپا نہ سکے
کبھی ہم اُدھر کو جا نہ سکے — کبھی وہ ادھر کو آ نہ سکے
جو کھینچ بھی لایا جذبۂ دل — تو پاس اُسے بٹھا نہ سکے
نہ اپنی کہی نہ اُسکی سنی — وہ ہوکے خفا چلا ہی گیا
حجاب سے ہم منا نہ سکے — گلے بھی اُسے لگا نہ سکے

سین (۵) دشت نجد

وہی دشت نجد ہے وہی کوہسار ہے[1] — وہی ہجر یار ہے وہی جان زار ہے
وہی دل ہے وہی ہوا ہے وہی دشت کی فضا — وہی نجد کی ہوا وہی سبزہ زار ہے
وہی آہ نارسا وہی نالہ دراز — اسے دل ہے سو ساز ہے وہی غمگسار ہے

---

[1] مصنف کلام غزل مسلسل بحر طویل وافی مقبوض وزن۔ فعولن مفاعلن فعولن مفاعلن۔ دو بار۔
قصہ ... اظہار اُس کیفیت کا جو مدت دراز تک ایک ہی حالت میں رہنے سے پیدا ہوتی ہے جسکو اُکتا جانا کہتے ہیں۔ ۱۳ منہ

وہی یاس وصل ہی وہی منتشر حواس — وہی دل اداس ہو وہی انتشار ہے
وہی حسرت و الم وہی زندگی سی یاس — وہی آس موت کی وہی انتظار ہو
وہی اضطراب دل وہی یاد زلف یار — وہی پیچ و تاب ہی وہی اضطرار ہو
وہی ہولناک دشت وہی غول کی پکار — وہی دار و گیر ہی وہی مار مار ہی
وہی چاک چاک دل وہی تار تار جیب — وہی بار بار ذکر وہی یار یار ہی

سین (۷) صحرا غار نجد (جای قیام مجنون)

(عبد اللہ مجنون کو تلاش کرتا ہے)

تیرے غم سے اے پسر خون ہوا جگر — ڈھونڈھتا ہو یہ پدر تو کدھر ہو اے پسر

(عبد اللہ اور مجنون کی ملاقات)

ای مرے آرام دل ای مری لخت جگر — اے مرے نور نظر ای مری رشک قمر
یہ تن نازک ترا اور یہ دشت خارزار — اس مصیبت میں تجھے کس طرح دیکھے پدر
آہ وہ زاری سی تری کر طپتا ہے جگر — ڈھونڈھتا ہے کسکو تو کس لیے ہو نوحہ گر
کون ہی تو مبتلا کس لیے ہے بیقرار — کون ہو تو دل جلا کس لیے ہی چشم تر
تری باتوں سے مجھے بوئے الفت آتی ہی کیوں — ای شفیق مہربان جن ہو تو یا ہے بشر؟
ای ضعیف ناتوان کسقدر ہو خوش بیان — سچ بتا کیا مرے لیلی کا ہی تو نامہ بر
بوئے الفت آتی ہی تیرے جسم زار سے — خود بخود کھنچتا ہی دل بات میں ہی یہ اثر
میں ہوں میں تیرا پدر مجھکو بھی بھولا پسر — یہ جنون کا ہی اثر یا د لیلی اسقدر
ای پدر ای مہربان قیس ہو تجھپر فدا — دشت غم میں تو کہاں ای مری خستہ جگر
دل ہی قابو میں نہ تھا کیا تجھے پہچانتا — سب یہ ہی دل کی خطا بخش دی تو ای پدر
کوہ و صحرا میں تجھے ڈھونڈھنی آیا ہو میں — اس ضعیفی پہ مرے اے پسر تو رحم کر
پالنے والے کا دل کیوں نہو ی پاش پاش — آہ وہ ناز و نعم اور یہ دشت پرخطر
تیرے غم میں تیری ماں جان بلب ہے اندرون — اسکی حالت غیر ہی دیکھ آ اے بیخبر
میں ضعیف و زار ہوں زیست کا کیا اعتبار — کون ہی تیرے سوا مالک املاک و زر
تا کجا دیوانگی سیکھ اب فرزانگی — چھوڑدے بیگانگی چل مرے ہمراہ گھر
باپ ماں کی خدمتیں قیس تجھپر فرض ہیں — ترک کر ذکر صنم اب خدا کو یاد کر
قیس ہو تجھپر فدا یہ سخن ہیں سب بجا — لایق صد شکر ہی یہ عنایت سر بسر

بحر مدید داقی سالم - وزن - فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن - دو بار قصد

ای ولی نعمت مرے کانی نعمت ہون — ناخلف ہی یہ پسر اس پسر سے در گذر
ناصح مشفق ہے تو یہ نصیحت ہی بجا — دل ہی کہنے مین نہین کیا کرون کیسی بسر
آہ قابو مین نہین یہ دل ہے اختیار — آہ پہلو مین نہین یہ دل وحشت اثر
جب نہ مانون مین تو پہر یہ عنایت ہی عبث — جب نہ سمجہون مین تو کیا ہو نصیحت کارگر
درد دل ہی لا دوا ترک کر تدبیر کو — یہ مرض ہی جانستان چہوڑ دو تقدیر پر

عبد اللہ
اے دل مایوس چل گفتگو بیکار ہے — راہ پر آتا نہین آہ یہ شوریدہ سر

سین (۷) محلسرا عبد العزیز

(لیلے کا دفعتًا دیوانہ ہو جانا)

لیلے
آئی ہو فصل بہار آہ کوئی کیا کرے[۵۱] — جب نہو پہلو مین یار آہ کوئی کیا کرے
دل پہ نہین اختیار آہ کوئی کیا کرے — جبکہ ہو یہ اضطرار آہ کوئی کیا کرے

(لیلیٰ بہاگنے کا قصد کرتی ہی)

گہر سے نکل جاؤن مین قیس کو دیکہہ آؤن مین — دل کو نہین ہی قرار آہ کوئی کیا کرے

(مادر لیلیٰ قریب دروازہ لیلیٰ کو پکڑ لیتی ہی)

مادر لیلیٰ
کیا ہوا لیلی تجہے کیا ہوا بیٹی تجہے — بکتی ہی کیون بار بار آہ کوئی کیا کرے
آتا ہی تیرا پیہ بکتی ہون سب سن لے — سر پہ جنون ہی سوار آہ کوئی کیا کرے

(عبد العزیز آتا ہی)

اسکو یہ کیا ہو گیا تم کرو اسکی دوا — بکتی ہی دیوانہ وار آہ کوئی کیا کرے
روک نہ لیتی جو مین گہر سے گئی تہی ابہی — سخت ہوا انتشار آہ کوئی کیا کرے

عبد العزیز
ہی یہ جنون کا اثر قید ہی اسکا علاج — گو کہ یہ ہو ناگوار آہ کوئی کیا کرے
قید کرونگا اسے لوہے کی زنجیر مین — پاؤن اگر ہونگا ر آہ کوئی کیا کرے

(عبد العزیز لیلے کے پاؤن مین زنجیر پہناتا ہی)

لیلیٰ
پاؤن مین زنجیر ہی طوق گلوگیر ہی — سلسلۂ زلف یار آہ کوئی کیا کرے

سین (۸) دشت نجد

مجنون
دیکہئے عالم تقدیر سے کیا ہوتا ہے[۵۲] — لاکہہ تدبیر ہو تدبیر سے کیا ہوتا ہی

---

[۵۱] صنف کلام۔ غزل (مرثیہ) بحر بسیط وافی مطوی۔ وزن مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن۔ دو بار۔ قصد شاعر شدت اضطراب و اضطرار

[۵۲] صنف کلام۔ غزل بحر رمل وافی مجنون مسکن محذوف وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن۔ دو بار۔ کہین پہ کن

کھینچ ہی لائیگا اک دن یہی جذبۂ دل — زندگی جا ہے تو تاخیر سے کیا ہوتا ہے
دل کو زلفوں میں پھنساؤ کہ یہ قید اچھی ہے — ایسی دیوانے کو زنجیر سے کیا ہوتا ہے
اب سنا ہے کہ جفا سے بھی پشیمان ہے وہ — اور پھر آہ کی تاثیر سے کیا ہوتا ہے!
گوش مشتاق سخن دل متمنی وصال — تو ہی کہہ تو تری تصویر سے کیا ہوتا ہے
بے حجابانہ ملیں آپ تکلف کیسا — اس مدارات سے توقیر سے کیا ہوتا ہے!
کچھ کھٹک سی ہے کلیجے میں مگر تیر نہیں — کیا بتائیں کہ ترے تیر سے کیا ہوتا ہے
کوئی بھی سن لے گا ناز سے جا بیر ہوا — تیر ایسا ہو تو نخچیر سے کیا ہوتا ہے
دوست کی جب عنایت ہو خجالت وہ ہے — پھر عناد فلک پیر سے کیا ہوتا ہے
کیا سنائیں تمہیں افسانۂ ہجر کا کل — ایسی الجھی ہوئی تقریر سے کیا ہوتا ہے
بخت اگر یہ ہو تو سونے کو بنا دیں مٹی — اے ہوس تیری اکسیر سے کیا ہوتا ہے
عشق کا کل تیرہ سودا ہے کہ جاتا ہی نہیں — ہاں سے قید سے زنجیر سے کیا ہوتا ہے
دیکھتی ہے نہ چلیں آئیں تو کچھ بات نہیں — دیکھ ہمزاد تری تحریر سے کیا ہوتا ہے

سین (۹) زندان خانہ

لیلیٰ (خود بخود)

آج[۱] قسمت سے در زندان کھلا — سو گئے در چھوڑ کر دربان کھلا
بعد مدت کے بر آئی آرزو — کیا نصیب اپنا دل حیران کھلا
قید میں کب تک رہوں میں تنگ دل — اے جنون دکھلا کوئی میدان کھلا
آج اجر سعی بے حاصل ملا — غیب سے دروازہ احسان کھلا
میں تو کہتی تھی الٰہی خیر ہو — مجھ سے کیوں میرا دل نادان کھلا
کیا خبر تھی خوبی تقدیر کی — آج بخت حسرت و ارمان کھلا
جذب دل کو بے اثر سمجھی تھی میں — آج رمز پرسش پنہان کھلا
نالہ و فریاد کب تھی بے اثر؟ — آج اعجاز دل نالان کھلا

آخر فعلان (مقصور) اور کہیں فعلن بحرکت عین (محذوف) سے لیا ہے - قصد شاعر - اظہار اس امر کا کہ گویا مجنون کے دل کو اس واقعہ کی خبر ہے بلکہ اسکو امور آیندہ کی بھی اطلاع ہے - اگر یہ تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ واقعات سے ظاہر کیا گیا ہے کہ مجنون اور لیلیٰ میں شرکت خیال واقع تھی تو یہ امر مستبعد معلوم نہوگا کہ مجنون کو لیلیٰ کے ارادہ پر اطلاع حاصل تھی - لیلیٰ کا ارادہ ہے کہ زندان سے بھاگ جاؤں اور قیس کو دیکھ آؤں اور اس سے قیس آگاہ ہے ایسے امور معمولات اور مجانین میں اکثر مشاہدہ کیے گئے ہیں -

[۱] صنف کلام - غزل بحر رمل مجبور محذوف یا مقصور وزن - فاعلاتن فاعلاتن فاعلن - دو بار - اور جہاں قصر ہے وہاں فاعلان - قصد شاعر - اظہار اس حالت کا جو آزاد ہونے سے حاصل ہوتی ہے -

کھل گیا حال تمنائے نہاں　　اب ہوا عشق بے ساماں

(لیلی کا زندان سے نکل جانا)

سین (۱۰) کوچہ و بازار

لیلی (خود بخود)　اے عشق دکھا مجھکو راہ صحرا[1]　اے شوق بتا مجھکو راہ صحرا

اے قیس تجھے پاؤں کسطرح مین　اے جذب وہاں جاؤں کسطرح

سین (۱۱) بیرون شہر

لیلی (خود بخود)　رخصت[2] اے حب وطن لی جاتی ہیں ہم　فرصت اے سیر چمن دیجاتی ہیں

تجھ میں اب ہمکو پہنچا اے جذب دل　قیس کو اب جلد دکھلا اے ورق

سین (۱۲) صحرا

(لیلی قیس کو تلاش کرتی ہی)

لیلی (خود بخود)　ہوا[3] ہے جان مرا جوبن بنا کے　پھرایا عشق نے جوگن بنا کے

ملے ہیں آنسوؤں کے موتیوں سے　یہ مالے اور یہ سمرن بنا کے

پنہایا ہے مجھے پھولوں کا گہنا　دل پر داغ کو گلشن بنا کے

کوئی دیکھے تو اس زلف سیہ کو　یہ کس نے چھوڑ دی ناگن بنا کے

کیا ہو دل پریشان کس بلا نے　مجھے خود کاکل پرفن بنا کے

پھر آتا ہے کسی کا جذب الفت　مرے دل کو مرا دشمن بنا کے

اتار اعشق نے وہ بھاری گہنا　پنہایا زیور آہن بنا کے

کسی کے عشق مین دھونی رمائی　دل پر داغ کو گلخن بنا کے

عجب آتا ہے اپنے دل پہ مجھکو　بنایا موم اسے آہن بنا کے

جلایا شمع کے مانند اک عمر　مجھے خود شعلۂ روشن بنا کے

---

[1] صنف کلام۔ ابیات بحر قریب وافی اخرب مکفوف سالم وزن۔ مفعول مفاعیل فاع لاتن۔ دوبار

[2] صنف کلام۔ ابیات بحر جدید وافی سالم۔ وزن۔ فاعلاتن مستفعلن۔ دوبار۔ قصد شاعر۔ اظہار اس امر کا کہ شوق آخر حب وطن پر بھی غالب آیا۔

[3] صنف کلام۔ غزل مسلسل بحر ہزج مجرد محذوف یا مقصور۔ قصد شاعر۔ اظہار انداز حسن و عشق یہ کہ جو معشوق ہے اور مجنون کے جذب شوق نے اس کو عاشق بنا دیا ہے۔ اس کی نازک جان ”اسکے عاشق ہونے کی وجہ سے کیا کیا صدمے اٹھا رہی ہو۔

بنا بوٹا سا قد مرجھا گیا ہے | جلا یا زینت گلشن بنا کے
مٹاتی ہو مجھے کیون میری تقدیر | بگڑ جاتی ہین یون ہی بن بنا کے
کسیکے آتش غم ہاے کیا کیا | تپاتی ہو مجھے کندن بنا کے
پیچھے ادر نازک بھان میری | مٹایا مجھکو عاشق تن بنا کے
کیا فتنہ کو دامنگیر میرا | قضا نے گوشۂ دامن بنا کے
کیئے ہین دفن ارمان کیسے کیسے | دل آباد کو مدفن بنا کے
فراق یار مین جب آئی برسات | رولایا خود ہمین ساون بنا کے
وہ چہرہ جو کبھی تھا ارغوانی | کیا نیلا گل سوسن بنا کے
صبا کی طرح سے پھرتی ہون بن بن | ہوا ے یار کو توسن بنا کے
پھراتا ہے جنون صحرا بہ صحرا | بہار باغ کو جوگن بنا کے

سین (١٣) وادی نجد مسکن مجنون

مجنون (خود بخود)

نہین[1] میرے سوا کوئی انا لیلےٰ انا لیلےٰ
نہین ہے دوسری لیلیٰ انا لیلےٰ انا لیلےٰ
مین ہون عاشق مین ہون رسوا مین ہون وہ یار شیدا
یہ عشق اور عاشقی کیسی انا لیلےٰ انا لیلےٰ
نہ اب ہے شمع و پروانہ جلانا نہ جل جانا
فقط شعلہ ہے اب باقی انا لیلےٰ انا لیلےٰ
نہ وہ شمع جمال اب ہے نہ فانوس خیال اب ہے
نہین اب وہ ہی دوری انا لیلےٰ انا لیلےٰ
جو میرا ہے وہ تیرا ہے کہ جو تو ہے وہی مین ہون
وہی مجنون وہی لیلیٰ انا لیلےٰ انا لیلےٰ
نہ وصلت ہے نہ فرقت ہے نہ الفت ہے نہ حسرت ہے
نہ ذلت ہے نہ رسوائی انا لیلےٰ انا لیلےٰ

---

[1] مصنف کلام یہ غزل بحر ہزج وافی سالم ۔ وزن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ۔ دوبار تقصد شاعر اظہار حالت فنافی العشق جسکو اتحاد کہتے ہین ۔ اس حالت کے بارے مین دو مذہب ہین ۔ وحدت وجود والے تو یہ کہتے ہین کہ اس حالت مین یہ بھی ممکن ہے کہ عاشق و معشوق دونون واقع مین ایک ہو جائین اور کسی قسم کی دوئی نہ رہے اور وحدت شہود والے صرف اسکے قائل ہین کہ یہ حالت شدت استغراق اور جذب مین طاری ہو سکتی ہے مگر واقع مین شاہد و مشہود ایک نہین ہو جاتے اور اسکو محقق طوسی علیہ الرحمۃ نے بھی تسلیم کیا ہے (دیکھو رسالہ اوصاف الاشراف) مصنف بھی وحدت شہود کو

جواب گل ہی نہ بلبل ہون نہ اب صد رنگین ہی
بہار بے خزان آئی انا لیلیٰ انا لیلیٰ
شراب عشق مین محو ہون خراب عشق مین دہون
مین ہون ساغر مین ہون ساقی انا لیلیٰ انا لیلیٰ

(لیلیٰ آتی ہے)

لیلیٰ

یہ کیا کہتا ہو تو مجنون کیا انا لیلیٰ انا لیلیٰ
ارے تو ہے مرا مفتون انا لیلیٰ انا لیلیٰ
مرے عاشق مرے شیدا مین ہون معشوق بے پروا
مجھے ہے یہ فن زیبا انا لیلیٰ انا لیلیٰ
وہ یار نازنین ہون مین حسین مہ جبین ہون مین
جو تو ہے وہ نہین ہون مین انا لیلیٰ انا لیلیٰ
کہان مجنون کہان لیلیٰ ذرا صورت تو دیکھ اپنی
جو ہو صاف آرسی دل کی انا لیلیٰ انا لیلیٰ

مجنون

یہ کیسی خود نمائی ہے یہ کیا دل مین سمائی ہے
یہ کیا ناآشنائی ہے انا لیلیٰ انا لیلیٰ
ابھی کس کی صدا آئی کہ دل ہو جیسا سودائی
یہان لیلیٰ کہان آئی انا لیلیٰ انا لیلیٰ

لیلیٰ

یہ ہے دیوانہ پن تیرا یہ ہے مستانہ پن تیرا
یہ ہے بیگانہ پن تیرا انا لیلیٰ انا لیلیٰ

سلہ صنعت کلام غزل مربع ردیف واحد قوافی مختلف شیخ سعدی کی یہ غزل بھی اسی طرز مین ہے۔
"ای ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدہ" "ای شمع شب افروز من از من چرا رنجیدہ" "یک شب ترا مہمان کنم تا جان و دل قربان کنم
جا ہو تو در چشمان کنم از من چرا رنجیدہ" "رنجیدہ رنجیدہ از من خطا چہ دیدہ" "دانم نرنجیدہ از من چرا رنجیدہ"
"من سعدی و تخواہ تو ابر دسے تو چون ماہ نو" "من یار بیکہ خواہ تو از من چرا رنجیدہ" اس غزل کی نسبت بعض لوگون کا یہ
خیال ہو کہ یہ غیر مقفیٰ ہو (اور صاحب منتہی العروض بھی انھین مین سے ہین) حال آنکہ یہ غلط ہو یہان ہر ایک شعر مین
تینون بیت کا قافیہ موجود ہین اور ردیف ایک ہے۔ یہ بھی کچھ ضرور نہین کہ تینون قافیہ لفظا مختلف ہون مگر دو قافیون کا
اختلاف ضروری ہی اور یہ بھی لازم ہے کہ ایسے دو قافیے یکے بعد دیگرے واقع ہون تاکہ وہ قافیتین جو لفظا متحد ہین
ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائین مثلا شیخ سعدی کی غزل میں تیسرا مصرع ... لیکن اگر تینون قافیے لفظا مختلف ہون
... بہتر ہو زن دیکھو حاشیہ صفحہ ۵۹ قصد شاعر لیلیٰ کی زبانی اظہار عجب کسی قدر رنجش کے ساتھ مجنون

۱۳۱۔ ... ...

باتیں چھوڑ اسی بادان جنون کا ہو یہ سامان
سنبھال اپنا دل حیران انا لیلےٰ انا لیلےٰ
جنون کے طور ہیں بیشک نہیں ہوتی خبر ابتک
پکاروں میں تجھی کب تک انا لیلےٰ انا لیلےٰ
پکار اکر تو وحشت کو نہ کر بدنام الفت کو
لگے آگ اس محبت کو انا لیلےٰ انا لیلےٰ

مجنون

نہوا اتنا خفا دلبر جنون کے جوش میں اکثر
کہا کرتا ہون میں مضطر انا لیلےٰ انا لیلےٰ
یہ تھا سب وہم کا دہوکا سمجھے اب میں پہچانا
غلط ہے یہ مرا دعوے انا لیلےٰ انا لیلےٰ

غزل

مجنون

واہ کیا خوبی و رعنائی و زیبائی ہی — تجھکو زیبا ہی جو یہ دعوی یکتائی ہی
چشم جادو کا تری کون نہیں ہی بیمار — نرگس باغ کو بھی حسرت بینائی ہی
تو جو آئی تو خوشی سے میں ہوا شادی مرگ — واہ کیا نیک بہانے سے اجل آئی ہی
آپکو مجکو جلا لیجیے میں مرتا ہون — سنتے ہیں آپکو دعوای مسیحائی ہی
کیا غضب ہجر کا احوال کہوں میں تجھسے — کوئی تارا نہ رہا جب مجھے نیند آئی ہی
شوق کہتا تھا کہ جو کچھ ہو در یار پہ چل — عقل کہتی تھی جنون ہی تجھے سودائی ہی
آ جکل مجکو بہت ہی یہ تری طرز پسند — یار ہی یار نہ دشمن کی قضا آئی ہی
پوچھو نہیں پہر دل عاشق مسکین پہ جبر — صاحب اتنا تو سمجھے کہ یہ سودائی ہی
کیا تماشہ ہی کہ خلوت میں تو شیدائی ہو — اور محفل میں کوئی جا تو رسوائی ہی

لیلیٰ

کیا ہوا آج جو ملنے کی قسم کھائی ہی — کل وہی تم وہی ہم وہی رسوائی ہی
جذبہ الفت کا اثر دیکھ تو اے قیس ذرا — تیرے ملنے کی ہوس مجھکو یہان لائی ہی
یہ ترا خط رہے رکھوں اسی کس طرح عزیز — نقد جان میں دکھوں کر یہ تم پائی ہی
کوئی دم سیر کو یہ صحرا کی ہوا کھاتا ہوں — پھر وہی کنج قفس ہی وہی تنہائی ہی
باپ ماں کھینچکے لیجائیں گے مجھکو گھر میں — پھر وہی ذلت و خواری وہی رسوائی ہی
پھر ہوس تیری نکالیگی مجھے زندان سے — کہ وہی میں ہون تو بھی وہی دل سودائی ہی
پھر وہی لالہ صحرا وہی جنگل کی ہوا — پھر وہی میں ہوں وہی بادیہ پیمائی ہی

ؔ۱ صنعت کلام۔ غزل بحر رمل واقی مجنون مسکن محذوف وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن۔ دو بار۔ بعض مصرعوں میں رکن آخر مقصور (فعلان) سے لیا ہے۔ قصد شاعر۔ اظہار حسرت شکایت

جان کھیل کر آئی ہوں یہانتک ای قیس　　　وحشت پیچ بین لیلی کو قضا لائی ہو
مجکو سوتے دو اب ای قیس کہ جاگی ہون میں　　　غش کے آثار ہین یا مجھے نیند آئی ہو
(لیلیٰ کا بیخبر سو جانا)

مجنون (خود بخود) آج مدہوش مری گرم ہی پہلو میرا　　　جسکے قابو میں ہو دل بس سپہ ہوتا ہو میرا
ذوق مستی ہو مجھے بے سر و سامانی مین　　　ساقیا بھر دے ناب سے چلپا میرا

سین (۱۴) صحرا وادی نجد

مادر لیلی

کہان ڈھونڈھی تجھے مادر مری لیلی مری لیلی
نہ تجھکو پاس عزت ہے نہ تجھکو پاس حرمت ہی
بڑی ہی تو بے مروت ہے مری لیلی مری لیلی
(لیلی کو دیکھ کے)
یہی تو ہی مری دختر پڑی غش میں یہ مضطر
اسے اب لیچلوں میں گھر مری لیلی مری لیلی
یہی ہی قیس دیوانہ اسے بھی ہوش ہے یا نہ ؟
ہے ابتک ذہن میں مستانہ

(لیلی کو گود میں اٹھا کے)　　　مری لیلی مری لیلی

مجنون (ہوش میں آکے)
کیا ابھی پہلو میں میرے وہ بت طناز تھا
کچھ فریب حسن تھا یا عشق کا اعجاز تھا

---

[1] صنف کلام۔ غزل (دو شعر) بحر و وزن مثل غزل سابق۔ مقصد شاعر۔ اظہار اس مسرت کا جو کامیابی سے حاصل ہوتی ہے۔

[2] صنف کلام۔ مثل غزل مسلسل (بحر و وزن) و قافیہ کے لیے دیکھو حاشیہ صفحہ

[3] صنف کلام۔ غزل بحر رمل والی محذوف یا مقصور۔ وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن۔ دو بار۔ اور جہان قصر ہے وہان رکن آخر فاعلان۔ قصد شاعر۔ اظہار اس امر کا کہ مجنون اس گذشتہ واقعہ کو خواب و خیال سمجھا مجنون تو خیر دیوانہ تھا بڑے بڑے حکماے (اہل تصور) اس حیرت میں ہیں کہ اس بڑے کارخانے کے تماشے جو ہمارے پیش نظر ہیں کوئی حقیقت انکی واقع میں ہے یا یہ سب ہمارے ذہن کے اختراعات ہیں ہم نے ان جھگڑوں کو ایک غزل میں بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے۔

غزل

کھول تو آنکھ ذرا دیکھ تماشا کیا ہے
تو ہی کہدو کہ پھر اس وہم سے ہوتا کیا ہے
پھر کہا تو نے کہ دیکھا نہیں خالق کو کبھی

وہم ہو یا کہ حقیقت ہے یہ دنیا کیا ہے
تو یہ کہتا ہے ہیولی کی یہ سب ہیں شکلیں
تو ہی بتلا دے کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے

ہم نے مانا کہ یہ سب وہم ہوا ہے منکر ذات
پھر ہیولی ہی تو وہم کا ہے یہ وہم کیا ہے
اپنے دیکھا نہ ہو جسکو اسے ہم کیونکر مانیں

تھا ابھی اس شعلہ خو سو خواب مین راز و نیاز
کھل گئی جب آنکھ تو نے سوز تنہائے ساز تھا
دل مین چٹکی لی کسی نے آہ کیا آفت ہوئی؟
بخت خفتہ خواب مین بھی تفرقہ انداز تھا

سین (۱۵) محلسراے عبدالعزیز

لیلیٰ[1]	کون لایا مجھے	مادر لیلیٰ	یہ ہی میری خطا
ایضاً	کیون ستایا مجھے	ایضاً	چپ ہو او چھیا
″	جان دو ورنہ تو سہی	″	خوب ہی مر کہین
″	دل مین ہی اب یہی		مجھکو پروا نہین
″	قید سے فایدہ		جان لون گی تری
″	کوئی مرجائے کیا؟	″	یہ خوشی ہی مری
″	دل پہ قابو نہین	″	کاش مرجائے تو
″	دل لگا ہی وہین	″	اب اگر جائے تو
		″	مار ڈالون تجھے
″	مجھکو منظور ہے		
″	جانے دو تم مجھے	″	اب وہ دن دور ہے
″	ہائے مین کیا کرون	″	زہر کھالے کہین
″	مین ابھی کھا ہی لون		
″	ہائے ملتا نہین		
″	دم نکلتا نہین	″	مین گلا گھونٹ دون
″	گھونٹ ہی دو کہین	″	پھر یہ کیون چھوڑ دون
″	پھر نکل جاؤنگی	″	دل مین کیا آگئی ہے
″	دیکھو کل جاؤنگی	″	کیون قضا آئی ہے

اک ذرا غور تو کر جی مین تو کہتا کیا ہے — تو نے دیکھا ہے اثر جی وہی لوگ کبھی — پھر جو قائل ہو تو اتنا تجھے سودا کیا ہے
بے بنائے تو کسی کے نہین بنتا کچھ بھی — تجربہ مجھکو بتاوے کہ بتاتا کیا ہے — مان لے تو کہ نہین کوئی بتانے والا
پھر تیاس اپنا ذرا دیکھ تو بنا کیا ہے — اسکا ہونا نہین اجب تو نہین کچھ ممکن — پھر اگر کچھ بھی نہین ہے تو یہ جھگڑا کیا ہے

[1] صنف کلام۔ ابیات (خطابی) بحر متدارک و اثنی سالم۔ وزن۔ فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن۔ دو بار۔ قصد شاعر لیلیٰ کے زبانی اظہار ملال دیوانگی کے پہلے سے۔ مادر لیلیٰ کی طرف سے طعن و تشنیع و توبیخ۔

لیلے دائی مرتی ہو نہین   مادر لیلے   دیر بکار ہے
پہ ہاے مرتی ہو نہین   ہے   قبر تیار ہے

سین (۱۶) بیمارخانہ

لیلی: درد دل کا علاج کیا ہوتا[1]   رو بصحت مزاج کیا ہوتا
عشق نے کام ہی تمام کیا   وطبیون نے بھی جواب دیا
اس مرض سے ہوئی شفا ہے ہیز   راس آئی کوئی دوا نہین
بس اجل ہی دوائے عاشق ہو   قبر دار الشفائے عاشق ہے

سین (۱۷) وادی نجد

ایک راہ گیر: کون ہے یہ جوان زار و نزار[2]
دوسرا: ہے یہ لیلے کا عاشق بیمار
سنتے ہین ہم مریض ہے لیلی
پہلا: آؤ مجنون کو دین خبر اس کی
دیکھین کیا کہتا ہے یہ دیوانہ   ہوش بھی اس کو آتا ہی یا نہ؟
دوسرا: مفت کیون خون لیتے ہو سر پہ   مر نہ جائے یہ عاشق مضطر
پہلا: جس کسی کو ہو عشق کا آزار   اسکا مرنا ہی خوب ہی ای یار
(مجنون سے مخاطب ہو کر) اے مریض محبت لیلے   ای طلب گار وصلت لیلے
سخت بیمار ہے وہ غیرت ماہ   اُسکے احوال سے بھی ہو آگاہ؟
مجنون: کیا سناتا ہے اے فلک مجھکو   کیون ستاتا ہی ای فلک مجھکو
کاش اے دل طبیب ہوتا مین   غمگسار حبیب ہوتا مین
فکر تیمار دلربا کرتا   کچھ نہ کچھ اُسکی مین دوا کرتا
بس نہین ہے کہ اُڑ کے جاؤن ہین   اک نظر اُسکو دیکھ آؤن مین
اب کہان صبر جان بسمل کو   سخت تشویش ہی مرے دل کو
گو کہ مجھکو خدا سے ہے امید   لیکن اپنی دعا سے ہے امید

---

[1] صنف کلام۔ مثنوی بحر خفیف وافی مخبون مسکن محذوف۔ وزن۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن۔ دو بار قصد شاعر اظہار علالت۔

[2] صنف کلام۔ ایضاً بحر و وزن ایضاً بفضل مصرعون مین رکن آخر مقصور لیا ہے۔ فعلان۔ قصد شاعر معشوق علالت کی خبر سنکے عاشق کے دل مین کیا خیالات پیدا ہوے "کاش ای دل طبیب ہوتا مین" اس مصرع کا مضمون تلمیح کے لیے رکھ دیا

یہ بلا آ سکے سر سے تل جائے   پہلے اُس سے مجھی کو موت آ جائے

سین (۱۸) محلسرائے عبدالعزیز

(لیلی کا دم واپسین)

لیلی

ہم نہیں اُنمین جو ہین موت سے ڈرنے والے[۱]
اسکا غم کیا یونہین مر جاتے ہین مرنے والے

ہوکے مایوس دیا چارہ گرون نے بھی جواب
زخم دلکے نہ تھی ایسے جو ہون بھرنے والے

ہے خوشی موت کی خود زیست سے بیزار ہین ہم
دم ٹھہر جائے تو ہم کب ہین ٹھہرنے والے

(عزیزون سے مخاطب ہوکے)

اب تو ٹھنڈک پڑی جی مین کہ ہوئے ہم برباد
آج تو خوش ہوئے الزام کے دہرنے والے

ہائے رہ رہکے کلیجے مین دہوان اُٹھتا ہے
آج کیون چپ ہوئے کہہ کہکے مکرنے والے

لوگ کہے دیتے ہین ہم قیس پہ دم دیتے تھے
اب کدہر بیٹھے ہین رسوا ہمین کرنے والے

پاک اُلفت تھی ہمین اسکا خدا عالم ہے
پاک دل ہوتے ہین اللہ سے ڈرنیوالے

غسل میت مجھے دیتا ہے مراد یدۂ تر
دیکھو اسطرح نکھرتے ہین نکھرنے والے

قبر تک جائینگے اسباب پریشانی کے
بعد مردن بھی یہ گیسو ہین بکھرنے والے

کیا عجب میرے جنازے پہ کہین اہل نظر
ہمنے دیکھے نہین ایسے کبھی مرنے والے

اُجلا اُجلا وہ کفن اور وہ پہولونکی مہک
مرکے بھی آہ سنورتے ہین سنورنے والے

---

[۱] صنف کلام غزل مسلسل مرثیہ بحر رمل واقی مجنون مسکن محذوف یا مقصور وزن فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن دوبار قصیدہ شاعر۔ ایک وفادار معشوق کا خاتمہ بالخیر۔ لیلی اپنی موت سے خوش۔ اپنے عزیزون سے ناراض گئی۔ اعتراف محبت۔ وصیت۔ منہ

وصیت مجنون کو

میرے مجنون کو مرے بعد یہ دینا پیغام
اے محبت مین مری حد سے گذرنے والے
تجھپر لیلی ہوئی قربان تری جان سے دور
دیکھ یون بات پہ مرجاتے ہین مرنے والے
بے وفا تو تو کہا کرتا تھا ہمکو اے قیس
تو سلامت رہے اے نام کو دھرنے والے
تو ہی کہدے کہ وفا اور کسے کہتے ہین؟
عمر بھر نام پہ بیٹھے رہے بھرنے والے
بیچ منجدھار مین الفت نے ڈبویا ہمکو
ہم نہ تھے اُنمین جو ہین پار اُترنے والے
حشر کے دن تجھے اللہ سے لین گے ای قیس
صبر کر صبر کہ یہ دن ہین گذرنے والے
تو نہ کڑھنا تجھے میری غم الفت کی قسم
اسکا غم کیا یوہین مرجاتے ہین مرنے والے

(لیلی کا مرجانا)

سین (۱۹) غرافانہ صف ماتم تابوت لیلی

(نوحہ مادر لیلے)[1]

مرگئی لیلی جوان ہای یہ کیا ہوگیا — ہوگئی برباد مان ہای یہ کیا ہوگیا
موت کی تھی دلمین یاد مرگئی تہین شاد شلو — آہ مری نامراد ہاے یہ کیا ہوگیا
ای مری غنچہ دہن ہای مری کم سخن — ای مری گل پیرہن ہای یہ کیا ہوگیا
قیس سی تجکو چھڑانے کی پائی سزا — سب ہی میری خطا ہای یہ کیا ہوگیا
خاک مین ملجاے مان جسی نہین ناشادمان — مرگئین کڑھکر جوان ہاے یہ کیا ہوگیا

---

[1] صنف کلام۔ نوحہ بحر منسرح وافی مطوی مکسوف یا موقوف۔ وزن مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن۔ دو بار۔ جہان وقف ہو وہان پر فاعلن کی جگہہ پر فاعلان ہو۔ قصد شاعر۔ مادر لیلی کی زبانی اعتراف قصور۔ لیلی مجنون کے وصال مین کوئی مانع نہ تھا سواے ضد اور تعصب اور نفاق کے جو اس گھرانے مین واقع تھے۔ اور غیرت اور غیرت کے پیرایہ مین ظاہر ہوئے کوئی امر شرعی مانع نہ تھا ۱۲ مصنف

[illegible]

مجنوں (خود بخود)
کچھ آج ہوا ہے بیقراری[۱] — کیوں آہ یہ کیا ہے بیقراری
آتی ہے صدائے شیون و شین — ہے ہو گیا دلخراش ہیں بین
ہے آج یہ درد متصل کیوں — اُمڈا آتا ہے میرا دل کیوں
آگے تو نسیم کوئے جاناں — لاتی تھی شمیم زلف پیچاں
سنبل کی مہک فدا ہو جس پہ — قربان ہو بوئے مشک و عنبر
تسکین ہوتی تھی درد دل کو — گویا کھوتی تھی درد دل کو
ہے آج ہوا میں بوئے کافور — کیا کہتا ہوں اُسکی جان سے دور
اے دل کس کا جنازہ اُٹھا — شاید میرا جنازہ اُٹھا
کیسی یہ ہچکیاں ہیں پے ہم — اُٹھتا ہے دل سے شور ماتم
کیوں دل ہے مرا اداس و داس آج — جینے سے ہوا ہے مجکو یاس آج
آتا ہے یہ بار بار اے دل زار — سنتا ہوں کہ وہ صنم ہے بیمار
کانٹا سا کھٹک رہا ہے دل میں — شعلہ سا لپک رہا ہے دل میں
لیلیٰ کا مرے حال کیا ہے — ہے ہے یہ مجھے خیال کیا ہے!

(دو شخص راہ گیر آتے ہیں)

ایک راہ گیر
دیکھو یہ قیس مبتلا ہے — لیلیٰ پہ یہ نیمجان فدا ہے

دوسرا
یہ عشق نہیں جنون ہے بیشک — وہ مر گئی یاں نہیں خبر تک

مجنوں
اے حیرت عشق ہوش میں آ — اے غیرت عشق جوش میں آ
کیا کہتے ہیں لوگ آہ مجھکو — سننے کی نہیں ہے تاب مجھکو
ہے ہے کیا سخت زندگی ہے — کیسی کمبخت زندگی ہے
اے تیرا برا ہو سخت جانی — لیلیٰ کی بھی آ گئی سنائی
اب تک نہیں ہائے موت آتی — اب تک نہیں ہائے جان جاتی
دیکھوں میں تیری قبر لیلیٰ — کیونکر ہو دل کو صبر لیلیٰ
یہ دن تو مجھے خدا نہ دکھلائے — پہلے تجھسے مجھی کو موت آئے
اے دل لے چل تو جانب گور — دیکھوں تو کیا یہ ماجرا ہے

---

۱ صنف کلام - مثنوی (مرقعی) بحر ہزج مجزّر اخرب مقبوض محذوف یا مقصور وزن - مفعول مفاعلن فعولن یا فعولان دوبارہ اور بعض مصرعہ بحر ہزج مجزّر اخرم اشتر محذوف یا مقصور - وزن - مفعولن فاعلن فعولن یا فعولان دو بار
قصہ شاعر نے اظہار اس امر کا کہ مجنوں کو خود بخود مرگ لیلیٰ کی خبر ہو گئی۔ اور پھر جیسا اس خبر کی تصدیق زبانی راہ گیر کی ہوئی تو اسکا کیا حال ہوا

سین (۲۱) کوچہ و بازار نجد

مجنون (خود بخود)
(حالت اضطراری)

دیکھ اور اُس پہ یہ دل کی بیقراری ہائے ہائے
عشق اور اس پہ یہ ناامیدواری ہائے ہائے

عمر بھر تڑپا کیے ہم عمر بھر رویا کیے
کیا بری تھی ای فلک قسمت ہماری ہائے ہائے

شمع جلکر گل ہوئی پروانہ جلتا ہی رہا
سوز غم دیکھی تری امیدواری ہائے ہائے

ڈھونڈھتا پھرتا ہون تربت کا پتا ملتا نہین
بے اثر تھی آہ میری سوگواری ہائے ہائے

قبر اُس پردہ نشین کی کیون چھپاتا ہے فلک
بعد مردن بھی وہی ہے پردہ داری ہائے ہائے

---

۱۵ صنعت کلام۔ غزل مسلسل بحر رمل ثانی مقصور یا محذوف وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان یا رکن آخر فاعلن تصد شاعر۔ نوحہ و فریاد۔ شدت الم و اضطراب اپنے عشق سے بدگمانی۔ خود بخود جذب عشق کے مدد سے قبر کا ڈھونڈھ نکالنا لیلی کے قبر اور تصور سے باتین کرنا۔ تڑپ تڑپ کے جان دینا۔ باغبان کی زبانی اظہار مرگ مجنون نتیجہ عشق مجازی۔ واقعہ یہ ہے کہ جب مجنون نے لیلی کی سنانی وادی نجد مین سنی تو وہ روتا پیٹتا بہ حالت زار و دل بیقرار حے (محلہ لیلی) کی طرف چلا یہان پہونچکر ہر ایک سے قبر لیلی کا پتا دریافت کرتا تھا مگر کوئی نہین بتاتا تھا وجہ اس نہ بتانے کی والیی نے نہین لکھی۔ بظاہر دو وجہین ہین یا تو یہ کہ مجنون کے مرجانے کا خیال تھا کہ ایسا نہو قبر لیلی کو دیکھکر مجنون ہلاک ہو جاے یا وہ لوگ کہ عزیز و اقارب تھے فرط غیرت سے مجنون کو پتا نہین بتاتے تھے اسلیے کہ مجنون اسکے عشق مین بدنام اور مشہور ہوچکا تھا پھر وہ کیونکر ایسے شخص کو اپنی عزیز لڑکی کی قبر کا پتا اس عاشق بدنام کو دیتے میرے نزدیک اس وجہ کو زیادہ تر قوت رجحان ہے۔ اس لیے کہ مجنون اور لیلی کے وصال نہونے کی یہی وجہ ہوئی اگر لیلی کے عشق مین مجنون بدنام نہو جاتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اسکا چچا انکار کرتا۔ اگرچہ مجنون اس معاملے مین بنا بر ہمارے بیان کے بے قصور تھا اس لیے کہ اسکا کتب سے پہلے پہل نکلنا صرف شوریدگی عشق کے سبب سے نہ تھا بلکہ شرم اور غصہ کو بھی اس مین کچھ دخل تھا۔

بالجملہ مجنون نے خود ہی قبر لیلی کی دریافت کر لی جب وہ قبر لیلی پر پہونچا اور اسکے دل نے گواہی دی بلکہ تصدیق کہ یہی قبر لیلی ہے تو اس نے یہ شعر کہا۔ فرد۔ ارادوا لیخفوا قبرہا عن محبہا ٭ فطیب تراب القبر دل علی القبر ٭ ترجمہ لوگون نے چاہا کہ اسکی (لیلی) قبر کو اُسکے محب (عاشق) سے چھپا ڈالین مگر بوے خاک قبر نے اسکی قبر تک رہنمائی کی۔ اور وہ اس شعر کو پڑھتا اور لوٹتا رہا یہان تک کہ مر گیا اور اُسیکے برابر مدفون ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سلسلہ ناظرین والا تمکین مین دعا کرتا ہون اور تم آمین کہنا کہ جسطرح عشق مجازی مین مجنون کا انجام ہوا اسیطرح عشق حقیقی مین ہم کو بھی ... نصیب ہو آمین ثم آمین

تا کجا یہ کوچہ گردی اب تو مرنے دے مجھے
اے دل شوریدہ کب تک دربدر خواری ہائے
بیخودی گور غریبان تک تو ہی لے چل مجھے
تو ہی بتلا دے پتا اے بیقراری ہائے ہائے

سین (۲۲) چمن تربت لیلی

مجنون

اے اجل اس سرزمین سے آتی ہے بوئے صنم
بس یہین تیار ہو تربت ہماری ہائے ہائے
شمع مدفن کی طرف کھنچتا ہے دل پروانہ وار
ہے یقین مجھکو یہ ہی تربت تمہاری ہائے ہائے

(لیلےٰ کے تصور سے)

حیف مجھ کمبخت کی الفت نہ راس آئی تجھے
خاک مین ملجائے میری دوستداری ہائے ہائے
تاب غم تجھکو نہ تھی اصلا کہ تھی نازک ادا
ہو سکی تجھسے نہ میری غمگساری ہائے ہائے
سخت نادم ہون نہو تا آہ مین اے کاش اثر
چل گئی برچھی ترے سینہ پہ کاری ہائے ہائے
بیقراری نے مری بجلی گرائی تجھپہ حیف
اس دل مضطر کی ہے تقصیر ساری ہائے ہائے
زہر غم تیرا برا ہو آہ تو نے کیا کیا
جذب الفت سے تھی تجھکو سازواری ہائے ہائے
سوتی ہو کس نیند مین دیکھو تو میرا حال زار
ہائے اتبک ہے وہی غفلت شعاری ہائے ہائے
یہ ہماری شان ہے معشوق کو زیبا نہین
کیون پسند آئی ہے تمکو خاکساری ہائے ہائے
یاد آتی ہین وہ زلفین کالی کالی حیف حیف
یاد آتی ہے وہ صورت پیاری پیاری ہائے ہائے

(مجنون کا قبر لیلی سے لپٹ کے سو جانا)

ایضاً باغبان

باغبان قبر پیلے سے پلٹ کر مرگیا مجنون غریب
اب نہیں آتی صدائے آہ وزاری ہائے ہائے
عاشق ومعشوق دونون کو ملایا خاک میں
ہے یہی انجام راہ ورسم یاری ہائے ہائے

پردہ گرتا ہے

تتمۂ مرقع (۱۱)

(سب ملکے گاتے ہین)

یہ کسکے جلوہ کا ہی تماشہ کہ برق سی اک چمک رہی ہی
اُسی سی روشن ہی ذرہ ذرہ وہی تجلی جھلک رہی ہی
کوئی نہ تھا اس جہا مین ایسا کہ مرنیوالوںکا ساتھ دیتا
مگر ترے وصل کی تمنا کہ یہ بلا حشر تک رہی ہی
مزار عاشق ہی جائے عبرت کبھی سر شام شمع تربت
سیاہ بختی کی ہی شامت کہ چاندنی بھی سرک رہی ہی
نہ پوچھ حال شہید الفت کہ شمع مدفن ہی داغ حسرت
بسی ہی بوے وفا سی تربت کہ چادر گل مہک رہی ہی
یہ عشق خانہ خراب کیا ہی بتاؤ تو یہ عذاب کیا ہی
جگر مین یہ التہاب کیا ہی یہ آگ کیسی بھڑک رہی ہی
جو آہ روشن کا اک شرارہ کبھی شبستان غم سی نکلا
تو روشنی اُسکی ایک مدت زمین سی تا فلک رہی ہی
ہوا اب انسان ذلیل واحقر کہ ہی بدی مین ہی سب سے بدتر
وگرنہ یہ ذات پاک اکثر شریک بزم ملک رہی ہی

لہ صنف کلام۔ غزل بحر متقارب مقبوض اثلم مضاعف یا شانزدہ رکن۔ وزن۔ فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن دوبار۔ قصد شاعر۔ رجوع خیالات طرف معرفت شاہد حقیقی۔

تتمۂ مرقع (۲)

(سب مل کے)

ہم[1] سے کب جلوہ ترا دیکھا گیا — مژدۂ دیدار سے غش آگیا
سر گیا اس راہ مین اچھا گیا — میرے سر سے کب ترا سودا گیا
ظلمتِ حیرت سے یارب دے نجات — اس اندھیری گھپ مین دل گھبرا گیا
قطع ہی اس راہ مین پائے تلاش — پا گیا تیرا نشان مین پا گیا
سنتے ہین وہ یار کا جلوہ نہ تھا — خضر موسیٰ کو کیون غش آگیا
صبر و ادراک و متاع و جان و دل — جو گیا اس راہ مین اچھا گیا
دل لگا کر اس سے ہم رسوا ہوے — پوچھیے دل سے کہ تیرا کیا گیا
کیا کہون جلوہ فروزی حسن کی — دیکھتے ہی دیکھتے غش آگیا
وہ اُٹھے پہلو سے موت آئی مری — چھٹ گئین نبضیں پسینا آگیا
کیا کہون عالم ہجوم یاس کا — ابر سا اک دل پہ میرے چھا گیا

سمجھے تھے مرزا سے ہوگا غم غلط
ایسی باتین کین کہ دم گھبرا گیا

---

[1] صنف کلام - غزل بحر رمل مجزو محذوف یا محذوف یا مقصور - وزن - فاعلاتن فاعلاتن فاعلن - (یا رکن آخر فاعلان - دو بار قصد شاعر - معرفت الٰہی -

تمت

فہرست اشخاص ہر سین

ایکٹ یکم

سین (۱) عبداللہ

// (۲) عبداللہ۔ چند ملازم۔

// (۳) عبداللہ۔ مادر قیس (زوجہ) قیس۔ بچہ۔ ڈومنیاں۔ ماما اصیلین۔ دا

// (۴) عبداللہ۔ خدمتگار۔ کاہن۔

// (۵) محلدار۔ نوکر۔ کاہن۔ دایہ۔

ایکٹ دوم

سین (۱) مجنون۔ خواصین۔

// (۲) مصاحب۔ عبداللہ۔ قیس۔ مولوی عشق الدین۔

// (۳) قیس۔ ملازم۔ مولوی عشق الدین۔ لڑکے لڑکیاں۔ لیلےٰ۔ طرار۔ زہرہ۔ خیلا۔

// (۴) قیس۔

// (۵) قیس۔ لیلیٰ۔ مولوی۔ طرار۔ خیلا۔ لڑکے لڑکیاں۔

// (۶) زہرہ۔ بیگم مادر لیلیٰ۔ لیلےٰ۔

// (۷) لیلیٰ۔

// (۸) قیس۔ مولوی۔ طرار۔ خیلا۔ لڑکے لڑکیاں۔

// (۹) قیس۔

ایکٹ سوم

سین (۱) عبداللہ۔ ملازم۔ طرار۔

// (۲) عبداللہ۔ راہگیر۔ قیس۔

// (۳) عبداللہ۔ عبدالعزیز۔

// (۴) عبداللہ۔ قیس۔

// (۵) لیلیٰ۔

// (۶) مجنون۔ نوفل بادشاہ۔ وزیر نوفل۔

// (۷) نوفل۔ ساقی۔ قیس۔ چوبدار۔ عبدالعزیز۔ سپہ سالار نوفل۔

// (۸) نوفل۔ وزیر۔

// (۹) نوفل۔

سین (۱۰) اعرابی (نوفل) مادر لیلیٰ۔ لیلیٰ
" (۱۱) نوفل۔ قیس۔ کنیز ہائے نوفل
" (۱۲) مجنون۔

ایکٹ چہارم

ساقی نامہ

سین (۱) طرار۔ مے فروش۔
" (۲) طرار۔ خیلا۔ زہرہ۔ ملازمان زہرہ۔
" (۳) طرار۔ دو راہ گیر۔
" (۴) طرار۔ لونڈے۔ خونخوار خان۔

ایکٹ پنجم

ساقی نامہ

خونخوار خان

سین (۱) مجنون۔ پیرزن و نوجوان اسیر (طرار)
" (۲) مجنون و پیرزن۔ لیلیٰ۔
" (۳) مجنون۔
" (۴) لیلیٰ
" (۵) مجنون۔
" (۶) عبداللہ۔ قیس۔
" (۷) لیلیٰ۔ مادر لیلیٰ۔ عبدالعزیز۔
" (۸) مجنون۔
" (۹) لیلیٰ دربان (سویا ہوا)
" (۱۰) لیلیٰ (۱۱) لیلیٰ (۱۲) لیلیٰ
" (۱۳) مجنون۔ لیلیٰ۔
" (۱۴) مادر لیلیٰ۔ مجنون۔ لیلیٰ۔
" (۱۵) مجنون
" (۱۶) لیلیٰ۔ مادر لیلیٰ۔
" (۱۷) لیلیٰ۔ (۱۸) دو راہ گیر۔ (۱۹) مجنون۔
" (۱۹) لیلیٰ۔ مادر لیلیٰ۔ عبدالعزیز۔ عزیز و اقارب۔
" (۲۰) مادر لیلیٰ۔ عبدالعزیز۔ عزیز و اقارب (۲۱) مجنون۔ دو راہ گیر۔

فہرست

دیباچہ
عنوان

۲۴ سین (۵) مکتب خانہ قیس ولیلی کا پھر دوچار ہونا۔ مولوی صاحب لڑکون کا سبق سنتے ہین سبق لیلی ومجنون وطرارو خیلا۔
مولوی صاحب کا گھر جانا۔ طرار کا فرار ہونا لڑکون کا پکڑنے کو دوڑنا قیس ولیلی کا نہ اٹھنا خیلا کا تھوڑی دور جا کے قیس ولیلی کی باتین سننے کے لیے پھر آنا ایک گوشہ مین کھڑے ہو کے اُن دونون کی گفتگو سننا قیس ولیلی کی گفتگو۔ خیلا کا داخل ہو کے دھمکانا۔ قیس ولیلی کو ڈرانا۔
طرار کا داخل ہونا۔ طرار اور خیلا کا عشق شروع ہونا۔

۲۵ ″ (۶) محلسرا عبدالعزیز زہرہ مادر لیلی کو یا چونا تو عشق لیلی وقیس سے آگاہ کرتی ہے۔ مادر لیلی مکتب مین لیلی کو نہ جانے دینے کا ارادہ کرتی ہے۔ لیلی کا آنا۔ مادر لیلی اوسکو مکتب کے جانے سے منع کرتی ہے۔ لیلی کی مجبوری اور منظوری۔

۲۷ ″ (۷) خوابگاہ لیلی لیلی قیس سے جدا ہونے کے غم مین بیتابی ظاہر کرتی ہے

″ ″ (۸) مکتب خانہ قیس کا جانا لیلی کو نہ دیکھکر گھبرانا۔ اُوستاد کا احوال پوچھنا قیس کو طمانچہ مارنا۔ طرار اور خیلا کا چغلی کھانا قیس کا مکتب سے نکالا جانا۔ قیس کا ارادہ کہ کہین اور چلے جائین۔

۲۸ ″ (۹) کوچہ دروازہ مکتب۔ مکتب سے نکل کر قیس کا انتشار کہ مین کہان جاؤن۔

″ تیسرا ایکٹ۔ زمانہ عنفوان شباب عشق وآوارگی۔ امید واری۔ ناکامیابی۔ مایوسی۔

″ سین (۱) دیوانخانہ عبداللہ عبداللہ کا قیس کے نہ آنے سے گھبرانا۔ طرار کا آنا مولوی کا پیغام دینا۔ مجنون کے حال سے آگاہ کرنا۔

۲۹ ″ (۲) کوچہ وبازار صحرا عبداللہ قیس کی تلاش مین نکلتا ہے۔ ایک راہ گیر عبداللہ کو قیس سے ملاتا ہے۔ باپ بیٹے کی گفتگو عبداللہ قیس کو سمجھا کے گھر مین لاتا ہے۔ وصل لیلی کی امید دلاتا ہے۔

۳۱ ″ (۳) دیوانخانہ عبدالعزیز قیس کے واسطے لیلی کی خواستگاری کرنے کو عبداللہ کا جانا عبداللہ اور عبدالعزیز کی اس باب مین گفتگو رد وبدل عبداللہ کا پھر آنا۔

۳۲ ″ (۴) دیوانخانہ عبدالعزیز عبداللہ قیس کو خبر مایوسی سناتا ہے اور جگہ شادی کرنیکی غرض

صفحہ			
۴۵	سین	(۳) کوچہ و بازار مکان ہرہ	طار کی مایوسی۔ دوراہ گیرون کی گفتگو۔
۔۔		(۴) سر بازار	طار کا فراق خیلا مین بیقرار ہونا۔ لونڈون کا ستانا۔ خونخوار خان کا داخلہ۔ باپ بیٹی کی گفتگو۔
۴۹	پانچوان ایکٹ۔		عروج شباب۔ شدت دیوانگی قیس و لیلی۔ انجام عشق و وفا موت۔
۔۔	ساقی نامہ۔		تمہید ختم مرقعہ۔ انجام قصہ پر نظم۔
	سین	(۱) صحرا	مجنون ایک پیرزن سے جسکے ہاتھ مین ایک جوان اسیر کی زنجیر ہے دوچار ہوتا ہے۔ پیرزن سے اس جوان کا حال پوچھتا ہے۔ پیرزن بتاتی ہے کہ بھیک مانگنے کا یہ ڈھکوسلا ہے میرے اور اس جوان کے نصف نصف کا معاملہ ہی۔ قیس التجا کرتا ہی کہ مجکو زنجیر پہنا اسکو رہا کر۔ جوان اسیر (جو کہ طار ہے) رہا ہوتا ہے مجنون زنجیر پہنتا ہی خوش ہوتا ہی۔
۵۰	۔۔	(۲) کوچہ نجد مکان لیلی	قیس و لیلی کا دوچار ہونا۔ لیلی قیس کے پیرزن کے ہاتھ مین گرفتار ہونے پہ افسوس کرتی ہی۔ سود و سہم دیگر قیس کو چھڑاتی ہی قیس و لیلی کی گفتگو۔ رخصت۔ قیس کا پھر دشت نجد کو چلا جانا
۵۳	۔۔	(۳) راہ صحرا	قیس لیلی سے اسقدر جلد جدا ہونے پہ افسوس کرتا ہی۔
۔۔	۔۔	(۴) خوابگاہ لیلی	قیس کی جدائی مین لیلی بیتاب ہوتی ہے اپنے عشق اور مجبوری پر زار زار روتی ہی۔
۵۴	۔۔	(۵) غار نجد	قیس کا گھبرانا۔
۵۵	۔۔	(۶) دشت نجد	عبداللہ قیس کی تلاش مین پھرتا ہی۔ مجنون سے ملاقات ہوتی ہی مجنون باپ کو بمشکل پہچانتا ہی۔ باپ بیٹون مین دردناک گفتگو عبداللہ قیس کو گھر چلنے پر ترغیب دیتا ہی قیس راضی نہین ہوتا ہی۔ مجبوراً عبداللہ مایوس ہوکے پھر آتا ہے۔
۵۶	۔۔	(۷) محلسرائے عبدالعزیز	لیلی کا دفعتاً دیوانہ ہوجانا۔ بھاگنے کا قصد کرنا۔ مادر لیلی کا روک لینا۔ عبدالعزیز کا داخلہ۔ اس احوال پہ آگاہ ہوکر لیلی کو قید کرنا۔ لیلی کی مجبوری
۔۔	۔۔	(۸) دشت نجد	مجنون اور عالم یاس و امید۔
۵۷	۔۔	(۹) زندان خانہ	لیلی کو زندان کو کھلا چھوڑ کر زندانبان کا سو جانا۔ لیلی کا نکل بھاگنا۔
۵۷	۔۔	(۱۰) کوچہ و بازار	لیلی مجنون کی تلاش مین راہ صحرا تلاش کرتی ہی۔

۵۸	سین	(۱۱)	بیرون شہر	سواد شہر سے رخصت ہوتی ہی صحرا کی راہ لیتی ہی۔
۔۔	۔۔	(۱۲)	صحرا	لیلی اپنے حسن اور نوجوانی اور عشق اور بے سامانی پر آہ کرتی ہی۔ مجنون کی تلاش مین سرگرم ہی۔
۵۹	۔۔	(۱۳)	وادی نجد	مجنون پر عالم بیخودی طاری ہی اتنا لیلی آنا لیلی کی دھن ہر۔ داخلہ لیلی۔ لیلی مجنون کو ہوش مین لاتی ہی وہ نہین آتا۔ لیلی کو مشکل سے پہچانتا ہی۔ نہ پہچاننے کی عذر خواہی کرتا ہی۔ لیلی مجنون کی باہمی گفتگو۔ دُونون کی خوشی۔ لیلی کا سو جانا۔
۶۲	۔۔	(۱۴)	صحرا وادی نجد	مادر لیلی کا لیلی کی تلاش مین پھرنا۔ لیلی کو مجنون کے پاس پانا۔ مجنون کو غافل پاکے لیلی کو اٹھا لیجانا۔
۶۳	۔۔	(۱۵)	وادی نجد	مجنون واقعہ گذشتہ کو ایک خواب تصور کرتا ہی۔
۶۴	۔۔	(۱۶)	محلسرای عبدالعزیز	لیلی اپنے تئین اپنے مکان مین پاکر گھبراتی ہی۔ مادر لیلی اور لیلی کی گفتگو۔
۔۔	۔۔	(۱۷)	بیمار خانہ	لیلی بیمار ہے۔ طبیبون نے جواب دیدیا ہی۔
۶۵	۔۔	(۱۸)	وادی نجد	دو راہگیر قیس کے پاس سی ہوکر گذرتے ہین۔ ایک دونین سے قیس کو لیلی کی علالت سے آگاہ کرتا ہی۔ قیس بیقرار ہوتا ہے۔
۶۶	۔۔	(۱۹)	بیمار خانہ	لیلی کا دم واپسین۔ اپنے مرنے کی خوشی ظاہر کرنا عزیزون کی کج ادائی طعنہ زنی کا اظہار۔ قیس سی پاک محبت ہونیکا اقرار۔ آخری وصیت مرجانا۔
۶۷	۔۔	(۲۰)	صف ماتم تابوت لیلی	نوحہ مادر لیلی۔
۶۸	۔۔	(۲۱)	وادی نجد	قیس کی دل کو لیلی کے مرجانے کی خبر ہو جانا دو راہگیرونکا گذر ہونا ایک سے دوسرے کا لیلی کے مرنے کے بارے مین کلام کرنا۔ قیس کا سن لینا۔ بشدت بیقرار ہوکر جنگل کو چلا جانا
۶۹	۔۔	(۲۲)	کوچہ و بازار نجد	مجنون لیلی کی قبر تلاش کرتا ہے نہین ملتی۔
۔۔	۔۔	(۲۳)	چمن۔ قبر لیلی	مجنون قبر لیلی کو خود ہی تلاش کر لیتا ہی۔ اُسکے تصویر سے باتین کرتا ہی۔ قبر سے چمٹ کر مرجاتا ہی۔ مرقعہ ختم ہوتا ہی
۷۰	تتمہ	(۱)		غزل معرفت۔
۷۱	تتمہ	(۲)		غزل معرفت۔

فہرست اصطلاحات

ڈراما - ع - شبیہہ - نقل - ہ - ناٹک (تصنیف اور تماشہ دونون کو شامل ہی)

پلے - ف - تماشہ - ہ کھیل -

ڈرامٹک پیس ف - (باعتبار تصنیف فقط) ع - مرقع - نظم و نثر دونون کو شامل ہی -

ڈرامٹک پوئیم ۹ ع - مرقع منظوم (انگریزی) اُسمیں اشامل مرقع بلحاظ ملفوظات

ڈرامٹسٹ ع - مصنف مرقع - مرقع نگار -

ایکٹر ف - تماشہ گر -

۹ تھیٹر ۹ تماشہ خانہ - ہ ناچ گھر -

اسٹیج ۹ تماشہ گاہ -

۹ انٹر ۹ کسی تماشہ گر کا تماشہ گاہ مین داخل ہونا - ع - داخلہ - ف - درآمد - ف آمد -

۹ ایگزٹ ۹ کسی تماشہ گر کا تماشہ گاہ سے چلا جانا - ع خارجہ - ف - برآمد - ف رفت -

۹ ایکٹ ۹ تماشہ کا ایک حصہ یا مرقع کا ایک باب - ف کشائیش - ع - باب -

۹ سین ۹ ایکٹ کا ایک جزو جسکے واقعات ایک وقت اور ایک موقعہ پر واقع ہوے ہون - ف نمائیش -

ع موقعہ ۹ جائے وقوع و واقعہ -

ف رُوداد ۹ جو امور واقع ہوئے -

ع مکالمہ ۹ اشخاص کے مابین جو گفتگو ہوئی - گفتگو - ع - سوال وجواب - مخاطبت -

ا ڈراپ سین ۹ وہ پردہ جو ہر ایک کشائیش کے اختتام پر گرتا ہی - ف - پردہ نمائیش بند -

(باعتبار تصنیف) نمائیش بند -

۹ پرسن ۹ شخص (جمع) اشخاص - وہ لوگ تاریخی جنکی شبیہ تماشہ گر بنتے ہین -

۹ پرولوگ ۹ تمہید - عنوان - تقدیر (تماشہ گرون کی اصطلاح مین مجرا کہتے ہین) وہ نظم تماشہ جو قبل شروع مرقعہ وارد کی جاوے - مناسب ہے کہ تمہید نظم مین ہو تا کہ تماشہ گرون کو اسکی ملفوظات مین ادا کرنے کا موقعہ حاصل ہو -

۹ ٹریجڈی م ع - طراغودیا و طراجیدیا - وہ قصہ جسکا انجام غم پر ہو - جمع - ع - طراغودیات } یہ الفاظ یونانی الاصل ہین مگر

۹ کمیڈی م ع - کمودیا - وہ قصہ جسکا انجام خوشی پر ہو - جمع - ع - کمودیات } اہل عرب انکو استعمال

۹ ایپک م ع - افی - رزم کی داستان - جمع - ع افیات - } کر چکے ہین -

۹ لیرک پوئیم ع - غزل - تشبیب -

ی پوئیٹکی ع - شعر (نظم و نثر دونون کو شامل ہی) م ع - فوطیقی - یونانی سے لیا گیا ہے -

---

۹ - انگریزی - ع - عربی - م ع - معرب - ف - فارسی - ہ - ہندی - ی - یونانی -

تاریخ تمدن

ہنری ٹامس بکل کی معرکۃ الآرا تصنیف "ہسٹری آف سویلیزیشن" کا ترجمہ حسب فرمائش انجمن ترقی اردو منشی احمد علی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (مرحوم) نے نہایت سلیس اور بامحاورہ اردو میں کیا ہے۔

جابجا اپنی طرف سے کثرت سے نوٹ بھی دیے ہیں، کتاب کے شروع میں ایک مبسوط مقدمہ لکھکر اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے، جس سے مترجم کی خوش دماغی اور قابلیت علمی کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہا جاتا۔ قیمت عہ/

الناظر

اردو علم ادب کا پُرلطف رسالہ، فلسفہ اور سائنس کا عطر مجموعہ، تعلیم نسوان اور اصلاح معاشرت کا موقع، لکھنؤ کی انشا پردازی کا اعلےٰ نمونہ، سلیس و پاکیزہ عبارت کا صحیح پیمانہ، تعلیم یافتہ گروہ کی جد و جہد کا کارنامہ،

ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ ولایت کے میگزینوں کی طرح پابندی سے شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت قسم اول للعہ/ قسم دوم ؁/

مرقع اودھ

فرمانروایان اودھ کے مفصل تاریخی حالات، نہایت رنگین پردازاور دلکش انداز میں با تصویر قیمت ۱۲/

مشتہر

منیجر الناظر بک ایجنسی امین آباد لکھنؤ

قاسمِ زہرا

لکھنؤ کے مسلم الثبوت اور قادر الکلام سخنور منشی احمد علی صاحب شوق قدوائی اس ڈرامے کے مصنف ہیں، آپکی متعدد تالیفات مثنویوں کی شکل میں پبلک سے خراج تحسین قبول پا چکی ہیں۔

آپکی تمام تالیفات میں ستھرے خیالات اور نفاستِ مذاق کی جھلک نظر آتی ہے، اسی وجہ سے مشرقی تحقیقات کے نکتہ طرازوں نے آپکو "فلسفی شعرا" کے پرفخر لقب سے یاد کیا ہے۔

یہ ڈراما آپکی سِلک تصنیفات کا وہ بے بہا گوہر ہے جو جنوری سنہ ۱۹۱۱ء زمانہ میں بہترین تصنیف کے تمغہ سے مزین ہو چکا ہے۔

شروع سے آخر تک زبان شستہ، خیالات پاکیزہ، طرز ادا انتہا کا شوخی اور بانکپن کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہی، فقرے چست لطیفے برجستہ، یا ایک دلکش حکیمانہ مذاق سے خالی نہیں، معاشرت کے عین مطابق فطرت دکھلانے کے نیچرل کیفیات و جذبات میں سر تا پا یہ ڈراما ڈوبا ہوا ہے۔

جامعیت کے لحاظ سے اُردو زبان میں یہ پہلا ڈراما ہے جو اپنا نظیر نہیں رکھتا خوش قسمتی سے الناظر بک ایجنسی کو اس بے نظیر تصنیف کے شائع کرنے کا فخر حاصل ہو گیا ہی۔ قیمت قسم اول ۱۲؍ قسم دوم ۸؍

المشتہر

مینجر الناظر بک ایجنسی امین آباد لکھنؤ

پرنٹر و پبلشر منشی سخاوت علی علوی